

۲۵
خدمتِ سرسبزِ ایرانی

مرکز نشر و تبلیغات اسلامی

رسانی کتب و لوازم
کتابخانه جامعہ اسلامیہ کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



مختصر سیرت نبوی ﷺ

پاکیزہ نسب • ولادت پاک • اسم پاک • صورت پاک • حیا پاک •
وفات پاک • ازواج پاک • اولاد پاک • خدام • سفراء و گھریلو اثاثہ جات
اور آپ کے ایک سو ایک پاکیزہ و مقدس

عادات و اطوار کا

مستند تذکرہ



قالیغ:-

مولانا محمد عبد الرحمن صاحب

استاذ حدیث و تفسیر و ناظم (اول) مجلس علمیہ حیدرآباد
خلیفہ مجاز حضرت محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہ العالی

فائضی:-

بابی بک ڈپو کٹر شیخ چاند لال کنواں دہلی

فہرست مضامین مختصر سیرت نبویؐ

| صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|------|----------------------------|------|------------------------|
| ۳۲ | کاتبان وحی | ۴ | نعت شریف |
| ۳۳ | سفر اہل کرام | ۵ | افتتاحیہ |
| ۳۷ | مؤذنین رسولؐ | ۷ | پاکیزہ نسب |
| ۳۷ | امراء و گورنر | ۸ | والدین محترمین |
| ۳۸ | مخالفین رسولؐ | ۹ | ولادت پاک |
| ۳۰ | در بارہ نبوی کے شاعر | ۱۰ | اسم پاک |
| ۴۰ | خطبہ نبوی | ۱۲ | صورت پاک |
| ۴۰ | فارس نبوی | ۱۷ | اسما پاک |
| ۴۱ | نبوی ہتھیار اور سامانِ حرب | ۱۸ | دودھ پلانے والی خواتین |
| ۴۵ | لباس پاک | ۱۹ | کفالت و پرورش |
| ۴۶ | خاتم نبوی (انگوٹھی) | ۱۹ | نبوت و رسالت |
| ۴۷ | تعلین شریفین | ۲۰ | معجزات |
| ۴۸ | آپ کی سواریاں | ۲۱ | ایکے چچا اور پھوپھیاں |
| ۵۲ | وفات پاک | ۲۱ | ازواجِ مطہرات |
| ۵۸ | سیرت پاک (ذاتی) | ۲۸ | کنیزاتِ طاہرات |
| ۹۲ | نقشہ تعلین شریفین | ۲۹ | اولاد پاک |
| | | ۳۰ | خدم و عنایہ |

۲
باسمہ تعالیٰ
جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

نام کتاب :- مختصر سیرت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

تالیف :- مولانا محمد عبدالرحمن حیدر آبادی

کتابت :- ظہیر احمد مظفرنگری

مصصح :- مولانا محمد عمران صاحب قاسمی

طباعت :- شعیب پرنٹرس دہلی لا

سن اشاعت: اکتوبر ۲۰۰۳ء

اہتمام :- فیض الرحمن ربانی

قیمت :- پچیس روپیہ

ناشر

ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاندان کنواں دہلی

۳۲۱۰۱۸ - ۳۲۱۷۸۳۰

نعت شریف

مکی، مدنی، ہاشمی و مطہری ہے
 پاکیزہ تر از عرش و سما جنت فردوس
 اہستہ قدم نیچی نگاہ پست صدا ہو
 اے زائر بیت نبوی یاد رہے یہ
 کیا شان ہے اللہ کے محبوب نبی کی
 بچھ جائے ترے چھینٹوں اے ابرکرم آج
 آدم کے لئے فخریہ عالی نسبی ہے
 آرام گاہ پاک رسولِ عربی ہے
 خوابیدہ یہاں روح رسولِ عربی ہے
 بے قاعدہ یاں جنبش لب ادبی ہے
 محبوبِ خدا ہے وہ جو محبوبِ نبی ہے
 جو آگ مرے سینے میں مدت سے لگی ہے

از علامہ سید سلیمان ندویؒ

۱۰ نوٹ: حضرت علامہ سلیمان ندویؒ نے مذکورہ نعت شریف کو مدینہ منورہ میں روضہ اقدس کے سامنے
 برجستہ پڑھا تھا۔ فخر اہل اللہ عن سائر المسلمین خیر الجزاء جزاء موفوراً۔

افتتاحیہ

دنیا کے تمام مذاہب نے انسانی صلاح و فلاح کیلئے ایک ہی تدبیر بیان کی ہے کہ
 اس مذہب کے رہبر اور قائد کی تعلیمات اختیار کر لی جائیں۔

لیکن آسمانی مذاہب میں اسلام صرف ایک ایسا آفاقی مذہب ہے جس نے اپنے
 داعی و پیغمبر کی پوری زندگی کو عملی نمونہ قرار دیا اور اسی کی اتباع و پیروی میں دنیا کی
 صلاح اور آخرت کی فلاح کو منحصر کر دیا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الْآيَةَ الْخُرَابِ آيَةً مَّا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی انسانیت کیلئے بہترین نمونہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک میں دو کامل نمونے ہیں۔

صورتِ پاک، سیرتِ پاک

بیت کے سیرت نگاروں نے سیرتِ پاک پر ضخیم اور عظیم کتابیں مرتب کی ہیں

لیکن صورتِ پاک پر امام المحدثین امام ترمذی (ولادت ۲۰۹ھ و وفات ۲۷۹ھ) پہلے

سیرت نگار محدث ہیں جنہوں نے "سیرتِ پاک" کے ساتھ "صورتِ پاک" کے عنوان

پر عربی میں ایک وسیع و جامع رسالہ "الشامل الترمذی" مرتب کیا جو کتبِ احادیث میں

عظیم الشان و مستند حیثیت رکھتا ہے۔

ہمارے استاذ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے اس عربی رسالہ کا اردو ترجمہ

مع ضروری تشریحات "فصائل نبوی شرح الشامل الترمذی" کے نام سے مرتب کیا ہے

شَهْ أَحْسَنَ الْجَزَائِرِ

شیخ الحدیث کی یہ کتاب خضائل نبویہ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی شہرہ آفاق کتاب ہستی زیور حصہ اور قدیم سیرت نگار محدث امام عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن جماعہ المعروف ابن جماعہ (المتوفی ۷۶۷ھ) کی مستند کتاب "المختصر النذری فی سیرۃ النبی" سے زیر مطالعہ کتابچہ مرتب کیا جا رہا ہے۔ اس مختصر رسالہ میں آپ کی ایک ہوا یک ذاتی سیرت پاک کے علاوہ صورت پاک اور اسم پاک کی وضاحت، آپ کا بلند و اعلیٰ نسب نامہ والدین محترمین کا تذکرہ، رضاعت و کفالت اور بچپن، ازواج مطہرات، بنات طاہرات، کینزات طیبات، اولاد پاک کا تذکرہ، خدام و خادبات، کاتبین وحی، خطباء و سفراء کرام، مؤذنین عظام و محافظین، نخلین شریفین و لباس پاک، گھریلو اثاثہ جات، سامان حرب و ضرب و جنگی لباس، سوار یوں اور جانوروں کی تفصیل اور وفات پاک کا تذکرہ باللائقوں کتابوں سے لیا گیا ہے۔

اس طرح زیر مطالعہ کتابچہ مختصر سیرت نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی و خانگی و گھریلو سیرت طیبہ کا مستند ذخیرہ ہے جو سیرت کی بڑی بڑی کتابوں میں یکجا نہیں ملتا۔

فَلَا الْحَمْدُ يَا رَبَّنَا حَمْدًا عَالِيًا مَا أَلْهَمْتَ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْنَا
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْوَالِدِينَ وَالْآخِرِينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ
الظَّاهِرِينَ وَأَصْحَابِهِمُ الرَّاشِدِينَ الْمُهْتَدِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ

خاکپائے مصطفیٰ

خادم الكتاب السنه محمد عبد الرحمن غفر له

حال مقیم جدہ (سعودی عرب)

پاکیزہ نسب

علم تاریخ کے مستند علماء نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ نسب سیدنا آدم علیہ السلام تک تین حصوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

سلسلہ نسب کا پہلا حصہ بلا اختلاف منقول ہے اس میں ناموں کا کوئی اختلاف نہیں اور وہ آپ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ سے جد اعلیٰ عدنان تک کے نام ہیں یہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ نقل کیا گیا۔

دوسرا حصہ حضرت عدنان سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام تک ناموں میں کہیں کہیں اختلاف پایا جاتا ہے۔

تیسرا حصہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے سیدنا آدم علیہ السلام کے درمیانی ناموں میں غیر معمولی اختلافات ہیں۔ ناموں کا یہ اختلاف ایک طبعی و فطری حقیقت ہے کیونکہ ناموں کی یہ ساری تفصیلات ماقبل تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ علم تاریخ کا وجود سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات یا ولادت سے شروع ہوتا ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے کم و بیش ساڑھے پانچ سو سال بعد ہوئی ہے اس لئے آپ کے سلسلہ نسب میں ناموں کی کمی و بیشی اور اختلافات قرین قیاس بھی ہیں لیکن اس حقیقت سے بھی کوئی اختلاف نہیں کرتا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کے غیر اختلافی ناموں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ولادتِ پاک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ آپ کے اپنے شہر مکہ المکرمہ میں عام الفیل (اصحاب الفیل والے سال) ماہ ربیع الاول دو شنبہ (پیر) کے دن صبح صہادق کے وقت خواجہ ابوطالب کے مکان میں ہوئی۔ اس مقام کو "مولد الرسول" کہا جاتا ہے جو مروہ پہاڑی کے بائیں جانب سترک کے کنارے واقع ہے (اس جگہ ۱۸۱۸ء اس مقام پر دارالمطالعہ کی مختصر عمارت بنادی گئی ہے) آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں چار مشہور قول نقل کیے گئے ہیں۔

۸، ۹، ۱۲ ربیع الاول (عام الفیل)

تحقیقی روایات ۸ یا ۹ ربیع الاول کے بارے میں ہیں۔ سن عیسوی کے مطابق آپ کی پیدائش ۲۰ اپریل ۵۷۰ء تھی۔ (سیرۃ النبی ج ۱ ص ۱۷۱)

عثمان بن العاص کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت عبد اللہ کہتی ہیں کہ ولادت کے وقت میں سیدہ آمنہ حجرے میں تھی اس وقت سارا مکان نور سے بھر گیا تھا اور آسمان کے ستارے مکان پر جھک پڑے تھے۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۲۲۶)

خود سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے ہیں تو نہایت نظیف و پاکیزہ تھے بدن پر کسی قسم کی آلائش نہ تھی، تاریخی روایت یہی ہے کہ آپ محنتوں پیدا ہوئے (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۶۳، زرقانی ج ۱ ص ۱۲۳)

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کے دادا حضرت عبد المطلب نے ساتویں دن آپ کا ختنہ کروایا اور اہل خاندان کی دعوت کی اور آپ کا نام "محمد" رکھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دیگر مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کا ختنہ حضرت جبریل امین نے کیا، بچپن

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن اسد بن عبد مناف بن قصی بن
کلاب بن مرثدہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر
بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد
بن عدنان۔

قرآن حکیم نے آپ کے خاندان کو پاکیزہ خاندان کہا ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

مِنَ أَنْفُسِكُمْ (سورۃ توبہ آیت ۱۱۵)

حضرت ابن عباسؓ اور امام زہریؒ نے انفسکم کے حرف فاپر زہری کی قرأت نقل کی ہے، انفس کے معنی افضل و اشرف ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت و شان والے خاندان سے ہیں۔ (بخاری باب مبعث النبی)

والدین محترمین

لبگی والدہ محترمہ کا اسم گرامی سیدہ آمنہ تھا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا گیا۔
آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔
والدہ محترمہ آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئیں جبکہ آپ کی عمر شریف چھ سال تھی۔
والد محترم حضرت عبد اللہ نے جو حضرت عبد المطلب کے بڑے فرزند تھے
ایسے وقت وفات پائی جبکہ آپ بطن مادر میں چھ ماہ کے تھے۔
اور حضرت عبد المطلب نے اس وقت وفات پائی جبکہ آپ کی عمر شریف
آٹھ سال تھی۔

صلی اللہ علیہ وسلم

میں آپ کا شوق صدر کیا گیا تھا جہاں آپ اپنی رضاعی ماں سیدہ حلیمہ سعدیہ کے ہاں
زیر پرورش تھے۔ واللہ اعلم

اسم پاک

تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قوم
عرب میں اپنے بچوں کا نام "محمد" رکھنا شاذ و نادر ہی تھا۔ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب
نے آپ کا نام گرامی "محمد" رکھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کا دوسرا اسم گرامی "احمد" بھی تھا جو
قدیم آسمانی کتابوں میں درج ہے۔ (سورۃ الصف آیت ۲۱)

آپ کا یہ اسم گرامی صحابہ کرام میں معروف و مشہور رہا ہے۔ دربار نبوت کے
شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ کا یہ شعر کتب احادیث میں اس طرح ملتا ہے۔

صَلَّى اللهُ مِنْ يَحْفَ بِعَرْشِهِ ۖ وَالطَّيِّبُونَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدُ

حاطان عرش کے فرشتے اور سب پاکیزہ ہستیوں نے بابرکت احمد پر

درود بھیجا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

امام بخاری نے اپنی کتاب "تاریخ صغیر" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی
بن زید فرماتے ہیں کہ آپ کے چچا خواجہ ابوطالب فرصت کے اوقات میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے،

علامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے قوم عرب میں اسم محمد کا رواج بہت کم تھا۔ علامہ ابو جعفر
محمد بن حبیب بغدادی (متوفی ۲۴۵ھ) نے کل سات آدمی اس نام کے شمار کئے ہیں ان میں سے ایک نام محمد
بن سفیان بن جاشع کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے والد نے ایک شامی راہب سے یہ سنا تھا کہ آئندہ پیغمبر
کا نام محمد ہوگا تو انھوں نے اپنے مولود بیٹے کا نام محمد رکھ دیا تاکہ اس بی بی کی برکت حاصل ہو۔

(کتاب المعبر ص ۱۳ تفسیر ماجدی)

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اِسْمِهِ لِيُجَلَّ ۖ فَذُو الْعَرْشِ تَحْمُودٌ وَهَذَا اَحْمَدُ
اللہ نے اپنے نام پاک سے آپ کا نام بنایا تاکہ آپ کی عظمت ظاہر کرے
پس عرش والا محمود ہے اور آپ محمد ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم (فتح الباری ج ۱ ص ۱۱۱)

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ آپ کے چچا خواجہ ابوطالب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

وَابْيَضُ يُسْتَسْقَى الْعَمَامُ بِوَجْهِهِ

ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ الْاَرْضِ

آپ صاف ستھرے پاکیزہ ہیں۔ آپ کے روئے مبارک کے صدقے میں بارش
طلب کیجاتی ہے۔ آپ یتیموں کی پرورش کرنے والے اور یتیموں کی حمایت کرنے
والے ہیں۔ (بخاری) صلی اللہ علیہ وسلم

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ آپ کی وفات شریفہ کے بعد جہاں کہیں سیدنا
یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا تذکرہ سنا کرتیں تو بیساختہ اپنا یہ شعر پڑھ دیا کرتیں تھیں

لَوَ اِخِي زُلَيْخًا لَوَرَأَيْتَ بَيْتَهُ ۖ لَأَقْرَنَ بِالْقَطْرِ الْقَلْبُوعِي عَلَى الْيَدِ

زلیخا کو طعنہ دینے والیاں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جین پاک کو ایک نظر
دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دل کاٹ لیتیں۔ (بخاری)

جس طرح آپ کا اسم پاک معجز نام ہے صورت پاک بھی معجزہ تھی۔ سینکڑوں انسانوں
نے صرف آپ کے روئے مبارک کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیا تھا اور شہادت دی کہ
ایسا مقدس و پاکیزہ چہرہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن سلامؓ جو بلند پایہ یہودی عالم اور اپنی قوم کے سردار بھی تھے
جب آپ کو صرف ایک نظر دیکھا تو اعلان کر دیا اِنَّهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ،

یہ جھوٹا چہرہ نہیں۔ پھر اسلام قبول کر لیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اسم پاک "محمد" کا سادہ ترجمہ "وہ ذات جس کی تعریف کی گئی ہو" عربی لغت کی مشہور کتاب قاموس میں لفظ "محمد" کے یہ معنی لکھے گئے ہیں "وہ ذات جس کی تعریف کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوا ہو۔ اَلَّذِي يُحَمَّدُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ (قاموس) صلی اللہ علیہ وسلم

علاوہ انہی صاحب قاموس نے لفظ "محمد" کو تحمید سے مشتق کیا ہے جس کے معنی میں مبالغہ اور تکرار کی صفت پائی جاتی ہے یعنی کسی کام کو ایسے طور پر انجام دینا کہ اسکا کوئی جز چھوٹنے نہ پائے۔ مثال کے طور پر کہا جاتا ہے:

قَتَلَهُ تَقْتِيلًا مُكْرَمًا مُكْرَمًا كَمَا كَوْنِي بَزْرٍ بَاقِي نَهْرًا

قَسَمَهُ تَقْسِيمًا اس طرح تقسیم کیا کہ کچھ باقی نہ رہا

ایسے ہی "محمد" کا ترجمہ وہ ذات جس کا ہر حصہ قابل حمد ہے کہ کوئی حصہ تعریف سے خالی نہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

مذکورہ کتاب قاموس میں لفظ "حمد" کے معنی قضائہ الحق بھی لکھے ہیں (حق ادا کرنا) اس لحاظ سے لفظ محمد کے معنی وہ ذات جس کا پورا پورا حق ادا کر دیا گیا ہو۔

صلی اللہ علیہ وسلم

الغرض کمالات نبوت ہوں یا معجزات رسالت ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بھی ایک معجزہ ہے اور یہ زندہ معجزہ آج تک اپنی معنویت کو برقرار رکھے ہوئے ہے اور ابدال آباد تک رہے گا، دنیا میں جن جن چیزوں کا ذکر خیر جاری ہے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر سب پر حاوی ہے۔

در بار نبوت کے مدحت سرا حضرت حسان بن ثابت یوں مدح سرا ہوئے ہیں۔

وَاحْسَنُ مِنْكَ لَمْ يَرْقُطْ عَيْنِي ۞ وَاجْمَلُ مِنْكَ لَمْ يَقْلِدِ النَّسَاءَ

خُلِقَتْ مِنْ أَرْضٍ كُلِّ عَيْبٍ ۞ كَمَا تَلَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: میری آنکھوں نے آپ جیسا حسین کہیں نہیں دیکھا، اور نہ آپ جیسا صاحب جمال کسی عورت نے جناب آپ ہر ہر عیب سے پاک صاف پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ اپنی خواہش و تمنا کے مطابق پیدا ہوئے ہیں۔

ماضی قریب کے غیر معروف شاعر لطف بدایونی نے آپ کے حسن و جمال کو جس بھرتی سے ادا کیا ہے اردو مدحت سرائی میں ایسا عنوان نظر نہیں آتا۔

رُخِ مَصْطَفَىٰ هُوَ وَهُوَ آئِينَہُ كَمَا ابِئِیَادُ سِرِّ آئِينَہُ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

صلی اللہ علیہ وسلم

البتہ فارسی زبان میں اسی عنوان کو اس طرح ادا کیا گیا،

آفاقہا گردیدہ ام ہر بستیاں در زیدہ ام !

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگر می

ترجمہ: کائنات چھان ڈالی اور حسینان جہاں کو خوب دیکھ لیا لیکن آپ کا حسن و جمال ہی کچھ اور ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت نگار اور صورت نگار تمام مورخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و اخلاق عالیہ بیان کرنے کے بعد یہ جملہ ضرور لکھا کرتے ہیں۔

لَمْ أَرَقَبَكَ وَكَلْبَعْدَكَ مِثْلَكَ

ہم نے آپ جیسا باجمال و باکمال نہ پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔

صلی اللہ علیہ وسلم

زندہ معجزہ: اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معنویت کی زندہ شہادت آپ کا وہ ذکر خیر ہے جو حرب فیل موقعوں پر لاکھوں انسانوں کی زبانوں پر آج بھی دیکھا اور سنا جاتا ہے اور قیامت تک سنا جائے گا۔

کلمہ طیبہ میں، اذانوں میں، نمازوں میں، دعاؤں میں، محرابوں میں، منبروں پر، وعظوں میں، درسگاہوں میں، خانقاہوں میں، مسجدوں میں، محفلوں میں، خلوت کدوں میں، میدانوں میں، سمندروں میں، خلاؤں میں، سفر میں، حضر میں، اٹھتے بیٹھتے، جاگتے سوتے، چلتے پھرتے اسم پاک محمد رسول اللہ کا لامتناہی سلسلہ شب و روز شمالاً جنوباً، شرقاً، غرباً، زمین و آسمانوں، عرش و فرش میں، جن و انس اور فرشتوں کی زبانوں پر جاری و ساری ہو رہا ہے اور خود رب العزت و الجلال بھی ہر آن اپنی خصوصی رحمتیں نازل فرما رہے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا صَلُّواْ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا، (الاحزاب)

صلی اللہ علیہ وسلم

صورتِ پاک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و اخلاق بیان کرنے والوں میں حضرت ہند بن ہالہ نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، یہ بزرگ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے پہلے شوہر ابو ہالہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، احادیث کی کتابوں میں انھیں ”وصاف رسول اللہ“ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے والے

حضرت حسن بن علیؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ہالہ سے

اپنے نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حلیہ مبارک دریافت کیا۔

ماموں جان نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات والا صفات میں خصوصی شان والے تھے، دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے باوقار تھے، آپ کا چہرہ مبارک بدرِ کامل کی طرح منور تھا، آپ کی قامت متوسط قد والے سے کسی قدر دراز تھی لیکن دراز قد والے سے نسبتاً پست، سر مبارک اعتدال کے ساتھ کچھ بھاری تھا، گیسوئے مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے گنجان تھے۔ بالوں میں از خود مانگ نکل آتی ورنہ آپ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے اور جب آپ کے بال دراز ہوتے تو کان کی لو سے کچھ آگے ہو جاتے۔ آپ کا رنگ مبارک نہایت صاف ستھرا مائل بہ سرخی تھا اور پیشانی مبارک کشادہ تھی، آپ کے ابرو خمد دار باریک اور گھنے تھے، دونوں ابرو جدا جدا ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے، ان دونوں ابرو کے درمیان ایک باریک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی (اسی حالت پر صحابہ آپ کا ناراض ہونا پہچان لیتے تھے) آپ کی مبارک ناک بلندی مائل تھی اور اس پر ایک چمک و نور ظاہر ہوتا تھا، پہلی نظر میں دیکھنے والا آپ کی مبارک ناک کو دراز محسوس کرتا تھا لیکن دوبارہ دیکھنے پر معلوم ہوتا تھا کہ حسن و چمک کی وجہ سے دراز معلوم ہو رہی ہے۔ آپ کی ڈاڑھی مبارک بھر پور اور گھنی تھی، چشم مبارک کی پتلیاں نہایت سیاہ و چمکدار تھیں، رخسار مبارک نہایت ہموار بلکہ پھلکے تھے، دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا (یعنی تنگ منہ نہ تھا) دندان مبارک باریک آبدار تھے اور ان کے درمیان خفیف سا فصل تھا (جب آپ کلام فرماتے تو دانتوں کے درمیان سے روشنی پھوٹی تھی) سینہ مبارک

۱۵ حضرت حسنؑ کی عمر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سات سال تھی اور حضرت حسینؑ ان سے بھی کم عمر تھے۔

سے ناف تک بالوں کی ایک باریک سی لکیر تھی، گردن مبارک خوبصورت صراحی دارا تراشی ہوئی گردن کی طرح تھی اور رنگت میں صاف ستھری چاندی جیسی، آپ کے سارے اعضاء نہایت معتدل اور پُر گوشت تھے، بدن مبارک گٹھا گٹھا سا تھا، شکم اور سینہ مبارک ہموار لیکن سینہ مبارک فراخ و کشادہ تھا، آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا، جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور کلاں تھیں (جو مضبوطی و طاقت کی علامت ہوا کرتی ہیں)، کپڑے اتارنے کی حالت میں آپ کا مبارک بدن روشن و چمکدار نظر آتا تھا، شکم مبارک پر بال نہ تھے البتہ سینہ اور ناف کے درمیان بالوں کی ایک باریک دھاری تھی، دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصے پر بال تھے، آپ کی کلاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں اور قدم مبارک گداز اور پُر گوشت تھے ہاتھ اور پیر کی انگلیاں تناسب کے ساتھ درازی مائل تھیں، آپ کے تلوے مبارک کسی قدر گہرے تھے اور قدم مبارک ہموار کہ پانی ان پر ٹھیرتا نہیں تھا فوراً ڈھل جاتا، جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور مائل بہ خم ہو کر آگے بڑھتے، قدم مبارک زمین پر آہستہ پڑتا تھا، آپ چلنے میں کچھ کشادہ قدم رکھتے تھے، چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے، جب آپ چلا کرتے تو ایسا معلوم ہوا کرتا گویا بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں، جب کسی کی جانب متوجہ ہوتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے۔

آپ کی نظریں عموماً نیچی رہا کرتی تھیں، آپ کی نگاہ بہ نسبت آسمان، زمین کی طرف زیادہ رہا کرتی، عادت شریفہ گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی (یعنی کسی کو گھور کر دیکھنے کی عادت نہ تھی)۔

جب ملکر چلا کرتے تو صحابہ کو اپنے آگے کر دیتے، مل جل کر چلنے کی عادت شریفہ تھی اور جب کسی سے ملاقات فرماتے تو آپ خود پہلے سلام کرتے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جابر بن سمور کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا اس وقت آپ سرخی مائل لباس زیب تن تھے میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ کے رخ انور کو دیکھتا بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو اسحق کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت برار بن عازب سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس کیا تلوار کی طرح شفاف تھا؟ فرمایا، نہیں بلکہ بدرِ کامل کی طرح روشن تھا۔

صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ سعدی آپ کی ثنا خوانی کا حق اس طرح ادا کرتے ہیں۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ : مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرِ
لَا يَمْلِكُ الشَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقَّهُ : بَعْدَ ازْخِرَازِ بَرْكَ تَوَلَّى قِصَّةً مَخْتَصِرًا،
صلی اللہ علیہ وسلم

اسما پر پاک

جیسا کہ بیان کیا گیا آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کا اسم گرامی "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا۔ علاوہ ازیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد اپنے چند اور اسماء بھی ارشاد فرمائے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

أَحْمَدُ، الْمَاحِي، الْعَاقِبُ، الْمُقَفِّي، نَبِيُّ الرَّحْمَةِ،

الْعَاقِبُ، الْمُقَفِّي (أَخْبَرُوا النَّبِيَّ، الْمَاحِي كَفَرُوا مَثَلَهُ وَاللَّهِ، الْعَاقِبُ حَشْرُكَ دُنَى سَبْعِ يَوْمٍ)

نَبِيِّ الْمَلْحَمَةِ، الْفَاتِحَةِ، عَبْدَ اللَّهِ، بَخَّارِي بِرَسُولِ ۳۳۵، مُسْلِمٌ وَتُرْدِي
 آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے سیدنا اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں قبیلہ
 کنانہ کو منتخب فرمایا پھر قبیلہ کنانہ سے قبیلہ قریش کو منتخب کیا پھر قبیلہ قریش سے بنو ہاشم
 کو منتخب کیا پھر بنو ہاشم میں سے مجھ کو منتخب فرمایا۔ (مسلم شریف)
 صلی اللہ علیہ وسلم

دودھ پلانے والی خواتین

پیدائش کے بعد چند یوم تو والدہ محترمہ سیدہ آمنہؓ نے دودھ پلایا پھر آپ کے
 چچا ابو لہب کی آزاد کردہ کنیز سیدہ ثویبہؓ نے مزید چند یوم اپنا دودھ پلایا، پھر کچھ دن بعد
 قبیلہ بنو سعد کی شریف خاتون سیدہ حلیمہ سعدیہؓ مستقل پرورش کے لئے اپنے قبیلہ
 بنو سعد لے آئیں جیسا کہ اس زمانے میں بچوں کی پرورش کا یہ رواج تھا، تاریخی روایات
 میں مذکور ہے کہ انہی دنوں فرشتے آپ کو گہوارے میں بہلایا کرتے تھے۔
 صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ حلیمہ سعدیہؓ آپ کے اعلان نبوت کے بعد آپ کے ہاں مدینہ منورہ آئیں
 آپ نے ان کا اکرام فرمایا، اپنی چادر مبارک پچھالی اور عترت کا معاملہ کیا۔
 سیدہ حلیمہ سعدیہؓ نے اسلام قبول کیا پھر اپنے قبیلہ واپس ہو گئیں۔
 رضی اللہ عنہا

کفالت و پرورش

سیدہ حلیمہ سعدیہؓ کے گھر بنو سعد سے مکہ المکرمہ واپس آنے پر آپ کے دادا حضرت
 عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی، جب آپ کی عمر شریف آٹھ سال ہوئی دادا جان
 عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا۔

پھر آپ کے چچا خواجہ ابوطالب نے آپ کی پرورش کی جس کا سلسلہ سرفرازی نبوت
 کے بعد تک جاری رہا، جب آپ کی عمر شریف پچیس سال ہوئی تو مکہ المکرمہ کی قریشی
 معزز خاتون سیدہ خدیجہ بنت خویلد سے جو بیوہ ہو چکی تھیں آپ کا نکاح ہوا، اُس وقت
 سیدہ خدیجہؓ کی عمر شریف چالیس سال تھی۔

نبوت و رسالت

جب آپ کی عمر شریف چالیس سال ہوئی مہینہ ربیع الاول کا تھا اور دن
 دو شنبہ (بیر) کا تھا مکہ المکرمہ کے "غار حرا" جہاں آپ عبادت الہی میں مشغول رہا
 کرتے تھے نبوت سے سرفراز کیا گیا، اور قرآن حکیم کے پارہ ۲ سورۃ العلق کی
 ابتدائی پانچ آیات جبرئیل امین نے آپ کو پڑھوائی۔ اس واقعہ کے بعد تین سال تک
 آپ کا رسالت محضی طور پر انجام دیا کرتے تھے پھر نبوت کے چوتھے سال دعوت و تبلیغ

سہ خانہ کعبہ سے بجانب مشرق تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک بلند پہاڑی پر مختصر سا غار ہے جس کی
 زیارت کے لئے لوگ پہاڑ پر جاتے ہیں۔

اٹھنے والے، نَبِيِّ الْمَلْحَمَةِ عَنْزَوَاتِ وَالْوَالِدِ۔

علی الاعلان فرمانے لگے۔

عمر شریف کے (۲۸) یا (۲۹) سال میں آپ کے چچا خواجہ ابوطالب کا انتقال ہو گیا، اس حادثہ کے تین یا پانچ دن بعد آپ کی زوجہ مطہرہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے بھی انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہا
تاریخ اسلامی میں اس سال کو عام الحزن کہا جاتا ہے۔ (رنج و غم والی سال)

معجزات

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار معجزات عطا کئے ہیں جن کی تفصیل پر علمائے مستقل کتابیں لکھی ہیں، اس سلسلے کی مشہور و معروف کتابیں دلائل النبوة للبیہقی، خصائص کبریٰ للسیوطی، کتاب ابو نعیم وغیرہ ہیں۔

آپ کے معجزات کی تعداد امام بیہقی نے ایک ہزار اور امام نووی نے ایک ہزار دو سو اور دیگر محدثین نے تین ہزار نقل کی ہے۔ (فتح الباری ج ۲۵ ص ۲۲۵)

سب سے بڑا معجزہ قرآن پاک ہے جس کی نظیر یا مثال پیش کرنے سے کائنات عاجز و بے بس رہی ہے، عظیم معجزات میں شق القمر، آتھ کی انگلیوں سے پانی جاری ہونا، تھوڑا سا کھانا کثیر انسانوں کے لئے کافی ہو جانا، کسکریوں کا تسبیح پڑھنا، کھجور کے تنے کا بے ساختہ زونا، پتھر کا آپ کو سلام کرنا، اونٹ کا آپ کو سجدہ کرنا اور اپنے مالک کی شکایت کرنا، بھیڑے کا گواہی دینا، زہر آلود گوشت کا کلام کرنا، غزوة احد میں حضرت قتادہ بن النعمان کی آنکھ کا اکھڑا ہوا ڈھیلا دوبارہ آنکھ میں صحیح و سالم رکھ دینا وغیرہ

(تفصیل کے لئے ہدایت کے چراغ جلد دوم مطالعہ کیجئے)

آپ کے چچا اور پھوپھیاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ چچا و تایا اور چھ پھوپھیاں شمار کی گئیں ہیں۔
چچا :- حمزہ، العباس، الحارث، ابوطالب عبد مناف، ابو لہب عبد العزی، الزبیر، عبد الکعبہ، ضرار، قثم، المقوم، الغیرہ (جن کا لقب حجل تھا) الغیدان، العوام، پھوپھیاں :- صفیہ، عاتکہ، برہ، ارویٰ، امیہ، ام حکیم البیضار۔

یہ سب حضرت عبدالمطلب کی اولاد ہیں، عمر میں سب سے بڑے بیٹے الحارث تھے اور سب سے چھوٹے حضرت عباس تھے۔ ان میں سیدنا حمزہ، سیدنا عباس، سید صفیہ، سیدہ عاتکہ اور سیدہ ارویٰ نے اسلام قبول کیا ہے۔ رضی اللہ عنہم

ازواجِ مطہرات

آپ کے ازواجِ مطہرات کی تعداد بارہ اور کنیزات طاہرات کی تعداد چار تھی، جب آپ کی عمر شریف پچیس سال ہوئی تو مکہ المکرمہ کی قریشی معزز دولت مند خاتون سیدہ خدیجہ الکبریٰ سے جو بیوہ تھیں نکاح ہوا اس وقت سیدہ خدیجہ الکبریٰ کی عمر شریف چالیس سال تھی، بیس عدد اونٹ بہر مقرر ہوا۔
بارہ ازواج کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

- (۱) ام الہند سیدہ خدیجہ بنت خویلد (۲) سیدہ سوڈہ بنت زمعہ (۳) سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر (۴) سیدہ حفصہ بنت عمر بن الخطاب (۵) سیدہ زینب بنت خزیمہ (۶) سیدہ ام سلمہ بنت امیہ (۷) سیدہ زینب بنت جحش (۸) سیدہ جویریہ بنت الحارث

(۹) سیدہ ریحانہ بنت یزیدؓ (بعض مورخین نے ان کو کنیزات میں شمار کیا ہے)
(۱۰) سیدہ ام حبیبہؓ رملہ بنت ابی سفیانؓ (۱۱) سیدہ صفیہ بنت حنی بن اخطبؓ (۱۲) سیدہ
میونہ بنت الحارث بن حزنؓ۔

۱: سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ

آپؐ کی پہلی زوجہ محترمہ ہیں، مکہ المکرمہ میں سرفرازی نبوت سے پندرہ سال
پہلے جب کہ آپؐ کی عمر شریف پچیس سال اور سیدہ کی عمر چالیس سال تھی
نکاح ہوا۔

سیدہ کے بطن مبارک سے چار لڑکیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ اور
ڈولڑ کے قاسم اور عبد اللہ پیدا ہوئے لیکن یہ ساری اولاد سوائے سیدہ فاطمہؓ آپؐ کی
حیات پاک ہی میں یکے بعد دیگر وفات پا گئیں، بعض تو بچپن میں اور بعض جوانی
اور شادی کے بعد۔

سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ ہجرت مدینہ سے تین سال قبل سنہ نبوت مکہ المکرمہ
میں وفات پائی، انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس قبر شریف میں اتارا،
اپنے پیچھے چار لڑکیاں ڈولڑ کے چھوڑیں، پچیس سال آپؐ کی زوجیت میں رہیں، وفات
کے وقت (۶۵) سال عمر تھی، آپؐ نے ان کی حیات میں کسی اور خاتون سے نکاح
نہیں کیا، ان کے انتقال کے بعد سیدہ سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا، سیدہ
خدیجہ الکبریٰؓ حجوں جنت المعلیٰ مکہ المکرمہ میں سپرد خاک ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔
۲: سیدہ سودہ بنت زمعہؓ۔

سیدہ سودہؓ کا نکاح ہجرت مدینہ سے تین سال پہلے مکہ المکرمہ میں ہوا، سیدہ
کا قدرے دراز اور بدن کچھ بھاری سا تھا، مزاج میں لطافت و ظرافت تھی، کبھی کبھی
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسا دیا کرتی تھیں، ایک رات آپؐ کی نماز تہجد میں شریک

ہو گئیں سلام پھیرنے کے بعد کہنے لگیں یا رسول اللہؐ آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ
میرے ناک میں خون اتر آیا آپؐ بے ساختہ ہنس پڑے۔ ماہ ذوالحجہ ۲۳ھ سیدنا
عمر الفاروقؓ کی خلافت میں انتقال کیا اور جنت البقیع میں آسودہ خواب ہوئیں۔
رضی اللہ عنہا۔

۳: سیدہ عائشہ بنت ابوبکر صدیقؓ

سیدہ سودہؓ سے نکاح کے بعد آپؐ نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے ماہ شوال
سنہ نبوت مکہ المکرمہ میں نکاح کیا جبکہ سیدہ کی عمر شریف چھ سال تھی اور رخصتی
ہجرت مدینہ کے آٹھ ماہ بعد سنہ میں ہوئی اس وقت سیدہ کی عمر شریف نو سال
تھی، ازواج مطہرات میں یہ واحد خاتون ہیں جو غیر شادی شدہ کنواری تھیں باقی تمام
ازواج بیوہ یا مطلقہ تھیں۔

ایک روایت یہ بھی نقل کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ
عائشہ صدیقہؓ کو محل قرار پایا تھا جو ساقط ہو گیا لیکن محدثین نے یہ روایت موضوع
اور بے اصل قرار دی ہے۔ (ابن السنی)

نو سال آپؐ کی زوجیت میں رہیں۔ آنحضرتؐ کی وفات کے وقت اٹھارہ سال
عمر تھی، ۶۵ھ میں انتقال کیا اس وقت عمر شریف چھیالیس سال تھی، حضرت
ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے نماز جنازہ پڑھائی، جنت البقیع میں آسودہ خواب
ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔

۴: سیدہ حفصہ بنت عمرؓ

۳ھ میں آپؐ نے سیدہ سے نکاح کیا جبکہ ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا
تھا۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی معاملہ میں سیدہ حفصہؓ کو طلاق دیدی
کچھ دیر نہ ہوئی جبریل امین آئے اور اللہ کا یہ پیام پہنچایا کہ آپؐ اپنی طلاق واپس

لے لیں کیونکہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا "صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ" صفت خاتون ہیں (کثرت سے روزے رکھنے والی رات کو بکثرت عبادت کرنے والی) اور یہ بھی کہ یہ خاتون جنت میں آپ کی بیوی ہونگی، آپ نے طلاق واپس لے لی۔ (ابن سعد الطبقات الکبریٰ جلد ۵ ص ۵۸ الطبرانی)۔

شعبان ۳۵ھ مدینہ منورہ میں وفات پائی، حضرت معاویہؓ کا دور حکومت تھا مروان بن الحکم امیر مدینہ نے نماز جنازہ پڑھائی، وفات کے وقت سیدہ کی عمر شریف ساٹھ سال تھی، جنت البقیع میں آسودہ خواب ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔

۵: سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی

یہ سخی و فیاض خاتون تھیں زمانہ جاہلیت ہی میں ان کا لقب ام المساکین ہو چکا تھا، خیر خیرات بہت کیا کرتی تھیں۔ پہلے شوہر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے غزوہ احد میں انتقال کے بعد ۳۵ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا نکاح کو دو تین ماہ گزرے تھے کہ انتقال ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں انتقال کے وقت تیس سال عمر شریف تھی۔ رضی اللہ عنہا۔

۶: سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی

ماہ شوال ۳۵ھ میں آپ سے نکاح ہوا جبکہ پہلے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ چار پانچ ماہ پہلے انتقال کر گئے تھے، سیدہ ام سلمہ نے ۵۸ھ میں انتقال کیا جبکہ عمر شریف چوراسی سال تھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، ازواج نبی میں یہی وہ خاتون ہیں جنہوں نے سب سے آخر میں وفات پائی ہے۔ رضی اللہ عنہا۔ ازواج مطہرات میں حسین و جمیل خاتون شمار کی جاتی تھیں۔

سیدہ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے سابقہ شوہر ابو سلمہ نے کہا تھا

اے ام سلمہ! آج میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے جو میرے لئے دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو کوئی مصیبت یا آفت پہنچے اور وہ اِنَّا لِلّٰہِ بِطَرَفِ صَکْرٍ یُّدْعَا کرے۔ اَللّٰہُمَّ عِنْدَکَ اَحْتِسِبُ مَصِیْبَتِیْ ہٰذِہَ اَللّٰہُمَّ اَخْلَفْنِیْ فِیْہَا بِخَیْرِ مِّنْہَا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر چیز عطا فرمائے گا جو اس سے لے لی گئی ہے۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

سیدہ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ابو سلمہ کے انتقال کے بعد مجھ کو یہ بات یاد آئی جب دعا پڑھنے کا ارادہ کیا تو خیال آیا کہ مجھ کو ابو سلمہ سے بہتر شوہر کون ملے گا؟ بہر حال میں نے یہ دعا پڑھ لی، چنانچہ میری عدت گزرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود اپنا پیام دیا، جن سے بہتر کائنات میں اور کوئی نہیں ہے۔

۷: سیدہ زینب بنت جحش رضی

یہ خاتون آپ کی چھوٹی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں (چھوٹی زاد بہن) آپ سے ۳۵ھ میں نکاح ہوا، خاندانی نام بکرہ تھا آپ نے نکاح کے بعد نام تبدیل کر دیا اور زینب نام رکھا۔ یہی وہ خاتون ہیں جن کا نکاح آپ سے آسمانوں پر ہوا ہے۔ (الاحزاب آیت ۳۷)

تفصیل کے لئے ہماری کتاب "ہدایت کے چراغ" جلد ۲ ص ۶۶۹ دیکھئے۔

نکاح کے وقت سیدہ زینب کی عمر شریف پینتیس سال تھی۔ انتقال ۳۵ھ میں ہوا، سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، جنت البقیع میں آسودہ خواب ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔

۸: سیدہ جویریہ بنت حارثہ رضی

سیدہ جویریہ قبیلہ بنو المصطلق کے سردار کی بیٹی تھیں ۵۸ھ میں آپ نے

ان سے نکاح کیا اس وقت سیدہ کی عمر شریف بیس سال تھی، اپنے حسن و جمال میں بے مثال تھیں۔ ماہ ربیع الاول ۳۵ھ پینسٹھ سال کی عمر میں انتقال کیا جبکہ مدینہ منورہ پر مروان بن الحکم امیر تھے۔ رضی اللہ عنہا۔ جنت البقیع میں آسودہ خواب ہوئیں۔

۹۔ سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ

سیدہ کانکاح ملک حبشہ میں ہوا، شاہ نجاشی نے یہ نکاح پڑھا ہے قیمتی جہیز کے علاوہ چار سو دینار مہر بھی اپنی جانب سے دیا۔ سیدہ کی عمر شریف نکاح کے وقت سینتیس سال تھی۔ ۴۲ھ ہجرت سال مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں آسودہ خواب ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔

۱۰۔ صفیہ بنت حیؓ

قبیلہ بنو نضیر کے سردار کی بیٹی تھیں نسبی لحاظ سے یہ سیدنا ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ غزوہ خیبر ۶ھ میں قیدی بنکر مدینہ طیبہ آئی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کر کے نکاح فرمایا۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں روتے دیکھا فرمایا کیا بات ہے؟ سیدہ نے کہا عائشہؓ اور حفصہؓ مجھ کو اکثر چھیڑا کرتی ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ تم تو ایک قیدی بنکر مدینہ طیبہ آئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر احسان کیا آزادی دی اور تم تو یہودی خاندان کی ہو، تم ہماری برابری کیونکر کر سکتی ہو؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفیہؓ تم نے یہ جواب کیوں نہیں دیا کہ تم مجھ سے کیسے بہتر ہو سکتی ہوں میرے باپ تو سیدنا ہارون علیہ السلام ہیں اور چچا سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہیں اور میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بہر حال آپ نے ان کی تسلی فرمادی، اور وہ خوش ہو گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفا میں ایک دن سب ازواج مطہرات

جمع تھیں آپ کی تکلیف و مقراری دیکھ کر سیدہ صفیہؓ نے کہا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تمنا ہے کہ آپ کی یہ تکلیف مجھ کو بجائے اور آپ سکون پائیں، دیگر ازواج نے آپس میں ایک دوسرے کی طرف اشارہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھ لیا اور ارشاد فرمایا وَاللَّهِ إِنَّهَا لَصَادِقَةٌ، اللہ کی قسم یہ سچی ہے۔ ماہ رمضان المبارک ۳۵ھ میں وفات پائی، جنت البقیع میں آسودہ خواب ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔

۱۱۔ سیدہ میمونہ بنت الحارثؓ

ماہ ذوالقعدہ ۳۵ھ میں آپ نے ان سے نکاح کیا جبکہ عمرہ صدیقیہ کی قضا کے لئے مکہ المکرمہ تشریف لارہے تھے مقام سرف میں نکاح ہوا واپسی میں عروسی بھی وہیں ہوئی اور وفات بھی اسی مقام پر ۳۵ھ میں ہوئی جبکہ سیدہ کسی سفر میں اس مقام پر پہنچی تھیں، سیدہ میمونہؓ کی تدفین بھی مقام سرف میں ہوئی۔ سرف مکہ المکرمہ اور حدیبیہ کے درمیان ایک بستی تھی جو آج مکہ المکرمہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ رضی اللہ عنہا۔

مؤرخ ابن سعد لکھتے ہیں کہ یہ آپ کی آخری بیوی تھیں جن کے بعد آپ نے پھر کسی خاتون سے نکاح نہیں کیا ہے۔ ان کا اصلی نام بڑہ تھا نکاح کے بعد آپ نے ان کا نام میمونہ رکھا۔

ملفوظہ: سوائے سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ جو جنت المعلیٰ مکہ المکرمہ اور سیدہ میمونہؓ جو مقام سرف میں آسودہ خواب ہیں تمام ازواج مطہرات مدینہ منورہ کے مقدس قبرستان جنت البقیع میں آرام کر رہی ہیں۔ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ أَعْمَالَهِنَّ قَارِعَ دَسَا جَنَّةِ فِي جَنَّةِ النَّعِيمِ يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ وہ پاکباز خواتین جنہوں نے قرآنی ہدایت کے مطابق (سورہ احزاب آیت ۵) اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں بغیر مہر نکاح کیلئے پیش (ہبہ) کیا

۱۲۔ بعض مفسرین نے ایسی خواتین کے یہ نام شمار کئے ہیں۔ عولبت حکم، ام شریک، میمونہ، بیٹی بنت حکیم، فدسہ مفسرین نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی کوئی بھی خاتون نہ تھی جو آپ کو نکاح

اسی طرح آپ نے جن خواتین سے رشتہ کیا تھا لیکن نکاح کی نوبت نہ آئی انکی جملہ تعداد تیس بیان کی جاتی ہے۔ وَاللّٰهُ اعْلَمُ
ازواجِ مطہرات کی مذکورہ ترتیب قول مشہور کے مطابق ہے جس کو حافظ ابو محمد عبد العظیم المنذری نے لکھا ہے اور ان کے شاگرد علامہ شرف الدین میاطی نے اس پر علماء کا اتفاق ظاہر کیا ہے۔ (المختصر الندری فی سیرۃ النبی ام ابن جاعۃ المتوفی ۷۷۷ھ)

کنیزاتِ طاہرات

کنیزات ایسی خواتین کو کہا جاتا ہے جو کسی حادثہ جنگ و جدال میں قیدی ہو جائیں پھر انھیں مالِ غنیمت کی طرح فاتحین جنگ میں تقسیم کر دیا جاتا ہو جن کے وہ مالک ہو جایا کرتے تھے اور خرید و فروخت کا سلسلہ ان میں جاری ہوا کرتا، مابقیہ اسلام یہ رواج ہر مذہب میں تھا لیکن اسلام نے اس عمل کی ہمت افزائی نہیں کی بلکہ غلامی کے ناسور کو تدریجی طور پر ختم کر دیا، اور آج جب جہادِ اسلامی میں جو غیر مسلم خواتین گرفتار ہو کر آتی ہیں ان کے لہاتھ حسن سلوک اور آزادی کی ترغیب دی ہے اور بہت سارے ایسے طریقے نافذ کئے ہیں جنہیں انھیں آزاد کر دیا جاتا ہے۔

کتاب زاد المعاد میں ابو عبیدہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار کنیزات تھیں (۱) سیدہ ماریہ بنت شمعون قبیلیہ بن جن سے صاحبزادے سیدنا ابراہیم پیدا ہوئے ہیں، اس مبارک خاتون کو اسکندریہ (مصر) کے بادشاہ مقوقس نے جب کانام جرجیس بن بینا تھا آپ کی خدمت میں چند تحائف کے ساتھ انھیں ہدیہ کیا تھا۔

کرنے کا اختیار تھا لیکن آپ نے یہ اختیار استعمال نہیں فرمایا۔ (بیان القسطنطنیہ حکیم الامت)

- (۲) سیدنا ریحانہ (بعض مورخین نے انھیں زوجہ مطہرہ لکھا ہے)
(۳) ایک نوجوان خاتون (جو قیدیوں میں آئی تھیں)
(۴) ایک اور نوجوان خاتون جس کو ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش نے آپ کو ہبہ کیا تھا۔ (زاد المعاد ج ۱ ص ۱۱۱)

اولادِ پاک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔
(۱) سیدنا قاسم جو بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

(۲) سیدنا عبد اللہ جن کے دو لقب تھے (طیب و طاہر) یہ بھی مکہ المکرمہ میں شیر خوارگی کی حالت میں انتقال کیا۔

(۳) سیدنا ابراہیم شہ مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے، ان کی عمر شریف بھی دو ڈیڑھ سال بیان کی جاتی ہے۔

صاحبزادیوں میں سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ ام کلثومؓ، سیدہ فاطمہؓ، یہ چاروں صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے سیدنا قاسمؓ، سیدنا عبد اللہؓ، ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کے بطن سے پیدا ہوئے اور تیسرے صاحبزادے سیدنا ابراہیمؓ آپ کی کنیزہ سیدہ ماریہ قبیلیہ سے پیدا ہوئے ہیں، اور یہ بھی واقعہ ہے کہ سوائے سیدہ فاطمہؓ آپ کی ساری اولاد آپ کی حیاتِ طیبہ میں انتقال کی ہیں، سیدہ فاطمہؓ (خاتونِ جنت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفاتِ شریفہ کے چھ ماہ بعد انتقال کر گئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت کے ایام میں یکبار اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ کے کان میں یہ فرمایا تھا کہ بیٹی میں اس مرض میں وفات پانے والا ہوں، اس پر سیدہ فاطمہؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ بن
شمر حبیبیؓ ہیں جن کو ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ نے آپکی خدمت میں بہہ کیا تھا پھر
آپ نے انھیں آزاد کر کے اپنی کنیزہ سیدہ ام ایمنؓ سے نکاح کر دیا جن کے بطن سے
حضرت اُسامہؓ پیدا ہوئے جو محبوب بنی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ دوسرے حضرت
ابورافعؓ تیسرے حضرت ثوبانؓ، چوتھے ابو بکثہ سلیمؓ، پانچویں شقرانؓ جن کا نام صالح تھا
چھٹے رباحؓ نوبیؓ ساتویں یسارؓ نوبیؓ، جنکو عمر بنین کی جماعت نے قتل کر دیا تھا جس کا
قصہ کتب احادیث میں موجود ہے، آکھویں بدعمؓ، نویں کرہؓ نوبیؓ جو آپ کے سفر و حضر
میں سامان اور بوجھ اٹھایا کرتے تھے اور جو جنگ خیبرؓ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سواری تھے ہوئے تھے۔ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۲۷۵ میں یہ بھی تصریح ہے

حضرت زید بن حارثہ نے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے) سیدہ
ام ایمن سے نکاح کر لیا، انہی سے حضرت اُسامہ بن زیدؓ پیدا ہوئے جو "محبوب بنی" کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں
انہی سیدام ایمن کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ یہ بکثرت روزے رکھا کرتی تھیں
ایک موقع پر افطار کیلئے انھیں پانی میسر نہ آیا، بے تاب ہو گئیں، اچانک آسمان سے پانی کا بھرا ڈول
نازل ہوا سیدہ ام ایمن نے پانی سے افطار کیا، پھر بعد میں یہ فرمایا کرتی تھیں کہ آسمان کے اس پانی پینے
کے بعد زندگی بھر کبھی پیاس نہیں لگی۔ الاصابہ ص ۲۱۶

یہی وہ خاتون ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اکثر روایا کرتی تھیں ایک دن
سیدنا ابو بکر صدیقؓ و سیدنا عمر فاروقؓ نے ان سے فرمایا تم اس قدر کیوں روایا کرتی ہو؟ سیدہ نے فرمایا
مجھے خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن وفات پانا تھا لیکن میرا رونا وفات پاک
پر نہیں ہے بلکہ میں اس لئے روایا کرتی ہوں کہ آپ کی وفات شریفہ کے بعد آسمان سے وحی الہی کا سلسلہ
بند ہو گیا۔ یہ سننا ہی تھا کہ دونوں حضرات کھی رو پڑے۔ الاصابہ ص ۲۱۶

روپڑی تھیں پھر دوسرے لمحے آپ نے انھیں یہ خوشخبری دی تھی کہ تم پہلی خاتون ہو گی جو
میرے بعد وفات پا کر مجھ سے ملاقات کرو گی، اسپر سیدہ فاطمہؓ نے مسکرا دیا تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات طیبہ کے بعد کسی خاتون نے سیدہ فاطمہؓ
سے اس رونے اور مسکرانے کا سبب دریافت کیا تو سیدہ نے مذکورہ حقیقت بیان کی،
رضی اللہ عنہا

خدا اور غلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گزاروں میں سرفہرست حضرت انس
بن مالکؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جن کا لقب صاحب السواک والخلین ہے،
(آپکے وضو و طہارت کا انتظام کرنے والے اور آپ کے جو تلوں کی حفاظت کرنے والے)
اور سیدنا بلال بن رباحؓ (مؤذن مسجد نبوی) ازواج مطہرات کی گھریلو ضروریات کا
انتظام کرنے والے ہیں، حضرت عقبہ بن عامر الجہنیؓ سفر میں آپ کی سواری کی قیادت
کرتے تھے، حضرت اسلم بن شریکؓ یہ بھی آپ کی سواری کا انتظام کیا کرتے تھے،
حضرت سعد مولیٰ ابی بکر صدیقؓ حضرت ابو ذر غفاریؓ، حضرت امین بن عبیدؓ انہی کی
والدہ سیدہ ام ایمن یہ مبارک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات میں پانی و صفائی
کا انتظام کیا کرتی تھیں، رضی اللہ عنہم سلمہ

سیدہ ام ایمنؓ (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن میں نگہداشت و خدمت کرنے والی خاتون ہیں) اپنے
ان کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ کسی جنتی خاتون سے نکاح کرے تو
اس کو ام ایمنؓ سے نکاح کر لینا چاہیے۔

کہ انہی صحابہ نے جنگ خیبر کے مالِ غنیمت میں معمولی سی چیز کا سرقہ کیا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتشِ جہنم کی وعید سنائی تھی، بعض دیگر محدثین نے اس خیانت کا مرتکب بدغم کو قرار دیا ہے، بہر حال یہ دونوں غلامِ جنگِ خیبر میں مارے گئے۔

دسویں انجشۃ الحادی، گیارہویں سفینہ جن کا نام مہران بن فروخ تھا، بارہویں انسہ ابو مشرح، تیرہویں اقلح، چودہویں عبید، پندرہویں ظہمان، سولہویں حنین، سترہویں سندر، اٹھارہویں فضالہ یحیانی، انیسویں بلور انصہی، بیسویں واقد، اکیسویں ابو واقد، بائیسویں قسام، تیسویں ابو عیب، چوبیسویں ابو موسیٰ بہبہ۔
خدمت گزار خواتین میں سلمیٰ ام رافع، میمونہ بنت سعد، خنصرہ، رضویٰ، رزینہ، ام ضمیرہ، میمونہ بنت ابی عیب، ماریہ، ریحانہ شامل ہیں جو ازواجِ نبی کی خدمت گزار کی کیا کرتی تھیں۔

کاتبانِ وحی

وحی الہی (قرآن حکیم) کے لکھنے والوں میں اکابر صحابہ شامل ہیں اور یہ طبقہ ملتِ اسلامی میں عظیم المرتبت حیثیت رکھتا ہے، جبرئیل امین جب بھی آیاتِ قرآنی لے کر نازل ہوتے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے والے صحابہ کو طلب فرماتے اور نازل شدہ کلام لکھوا دیتے۔

ان حضرات میں سرفہرست سیدنا ابو بکر صدیقؓ، عمر الفاروقؓ، عثمان الغنیؓ، علی المرتضیٰؓ، زبیر بن العوامؓ، عامر بن فہیرہؓ، ابی بن کعبؓ، عمرو بن العاصؓ، عبداللہ بن الارقمؓ، ثابت بن قیس بن شماسؓ، حنظلہ بن الربیعہؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، عبداللہ بن رواحہؓ،

خالد بن الولیدؓ، خالد بن سعید بن العاصؓ، بعض مورخین لکھتے ہیں کہ یہ صحابہ پہلے کاتب ہیں جنہوں نے وحی الہی لکھی، معاویہ بن ابی سفیانؓ، زید بن ثابتؓ (جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حاضر باشِ خصوصی کاتبِ وحی تھے) رضی اللہ عنہم ورضوا عنہم

سفرِ کرام

صلح حدیبیہ سے واپسی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجم کے سربراہ و بادشاہوں کے نام خطوط لکھے جن میں انھیں اسلام کی دعوت دی گئی، جب آپ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ مہر کے بغیر کوئی پیغام قبول نہیں کرتے تو آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی تیار کروائی جس کے نگینے میں تین سطروں میں اوپر اللہ، بیچ میں رسول، اور نیچے محمد کندہ تھا۔

اللہ
رسول
محمد

خط لکھ کر اسپر مہر شریف کو ثبت فرما دیا کرتے۔

سے میں چھ حضرات کو مختلف ممالک کے بادشاہوں کے ہاں اپنا سفیر بنا کر پیغامِ رسالت روانہ فرمایا، پہلے سفیر حضرت عمرو بن أمیہ الضمیری ہیں جنہیں حبشہ کے بادشاہ اصحٰب بن ابجر کے ہاں روانہ فرمایا، اصحٰب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی تعظیم کی اور اسلام قبول کیا، اصحٰب نے کتابِ انجیل کے بڑے عالم تھے، کتابِ انجیل میں نبی آخر الزماں کی علامتیں لکھی ہوئی تھیں جنہیں تحقیق کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی، جس دن حبشہ میں ان کا انتقال ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الہی سے اس کی اطلاع ہوئی آپ نے مدینہ منورہ میں ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی (صحابہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کے وقت ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اصحٰب کا جنازہ

ہمارے سامنے ہے۔ رضی اللہ عنہ

دوسرے سفیر حضرت وحیہ بن خلیفہ الکلبی ہیں جنہیں خط دیکر روم کے بادشاہ قیصر کے ہاں روانہ فرمایا، قیصر روم کا نام ہرقل تھا خط پڑھ کر اس نے اسلام قبول کر لینے کا ارادہ کیا لیکن بادشاہت اور قوم کی بغاوت کے اندیشہ سے سکوت و خاموشی اختیار کی (بعض مورخین کی تحقیق ہے کہ اس نے اسلام قبول کیا تھا)

تیسرے سفیر حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی کو ایران کے بادشاہ کسری جسکا نام ابروزین ہرہرز بن انوشیروان تھا، روانہ فرمایا اس خبیث بے نصیبے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو چاک چاک کر دیا اور سفیر رسول کی توہین کی، جب یہ خبر آپ تک پہنچی تو آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے

اللَّهُمَّ هَزِئْ مُذَكَّرًا

اے اللہ اس کے ملک قوم کو چاک چاک کر دے

چوتھے سفیر حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ (مصر) کے بادشاہ مقوقس جن کا نام جرتج بن مینا تھا روانہ فرمایا، اس نیک دل بادشاہ نے سفیر کا اکرام کیا لیکن اسلام قبول نہیں کیا اور واپسی پر سفیر کے ساتھ چند تحفے دیئے کہ یہ ہدایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے جائیں ان ہدایا میں سیدہ ماریہ قبطیہ (جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم پیدا ہوئے ہیں) اور ان کی ذوہنیں سیدہ سیرین، سیدہ قیسری اور ایک جوان سال کنیز اور ہزار مثقال سونا مسادی (چار سیر چچین تولہ سونا) اور بیس عدد مصری چادریں اور ایک قیمتی خنجر جسکو عنقیر کہا جاتا ہے اور ایک عدد اھیل گھوڑا اور کاپچ کا ایک قیمتی پیالہ اور اصلی شہد شامل تھا روانہ کئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تحفے پسند آئے اور آپ نے اس میں برکت کی دعا دی اور ارشاد فرمایا۔

صَمَّنَ الْخَبِيثُ بِمَلِكِهِمَا وَكَافَتَا لِمَلِكِهِمَا (بے نصیب سلطنت کو ترجیح دی حالانکہ اس کے ملک کو بقار نہ تھی)

پانچویں سفیر حضرت شجاع بن وہب الاسدی کو شہر بلقار کے سردار حارث بن ابی ثمر الغسانی کے ہاں روانہ فرمایا اور اسلام کی دعوت دی۔

چھٹے سفیر حضرت سلیط بن عمرو کو ہوزہ بن علی یا ہوزہ بن علی اور ثمامہ بن اثال الحنفی سرداران قبیلہ کی جانب روانہ فرمایا ہوزہ بن علی نے سفیر کا اکرام کیا لیکن اسلام قبول نہیں کیا البتہ ثمامہ بن اثال بعد میں مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ ان چھ سفراء کے علاوہ ماہ ذوالقعدہ ۳۳ھ میں حضرت عمرو بن العاص کو امیر بجلندی کے دونوں بیٹوں جیفر اور عبد کی جانب روانہ کیا، دونوں بیٹوں نے تصدیق کی اور مسلمان ہو گئے۔

آٹھویں سفیر حضرت العلاء بن الحضرمی کو بحرین کے بادشاہ المنذر بن ساوی کے ہاں روانہ فرمایا اور یہ بھی مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

نویں سفیر المہاجر بن ابی امیہ المخزومی کو یمن کے بادشاہ الحارث بن عبد کلال الحمیری کے ہاں روانہ فرمایا، اس بادشاہ نے آپ کا پیام پڑھ کر غور کر نیک وعدہ کیا۔ دسویں سفیر حضرت ابو موسیٰ الاشعری اور حضرت معاذ بن جبل کو غزوہ تبوک (۳ھ) سے واپسی کے بعد یمن روانہ فرمایا، یمن کی اکثریت نے ان دونوں کی دعوت و تبلیغ پر اسلام قبول کیا۔

بارہویں سفیر حضرت جریر بن عبداللہ البجلی کو ذوالکلاع اور ذوعمر و کی جانب روانہ فرمایا ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا، جن دونوں حضرت جریر بن عبداللہ ان قبائل میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا۔

صلی اللہ علیہ وسلم

مؤذنین رسول

عہد نبوت میں حرمین شریفین (مکتہ المکرمہ مدینہ المنورہ) میں چار مؤذن تھے
حضرت بلال بن ابی رباح جو سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے غلام تھے، یہ اسلام کے
پہلے مؤذن ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر مسجد نبوی میں
اذان دی ہے۔

دوسرے حضرت عمرو بن ابی مکتوم القرظی العامری (بلدینا صحابی)
تیسرے حضرت ابو محذورہ اوس بن معیر الجحفی (مکتہ المکرمہ، المتوفی ۵۹ھ)
چوتھے حضرت سعد القرظ بن عائد (حضرت عمار بن یاسر کے غلام) مسجد قبا
(مدینہ منورہ) کے مؤذن تھے۔ رضی اللہ عنہم ورضوانہ

امراء اور گورنر

باذان بن سامان بن بلاس الفارسی جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایران کے بادشاہ کسریٰ کی وفات کے بعد یمن پر حاکم مقرر فرمایا، ملک یمن پر اسلام
کے پہلے امیر ہیں اور عجمی بادشاہوں میں پہلے بادشاہ ہیں جنہوں نے اسلام قبول
کیا پھر ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے شہر بن باذان کو یمن (صنعاء) پر حاکم
مقرر فرمایا یہ کسی حادثہ میں مقتول ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن سعید
کو امیر مقرر فرمایا ان کے علاوہ المہاجر بن ابی امیہ المخزومی کو کیندہ اور الصدوف (یمن
کے علاقے) پر امیر نامزد فرمایا لیکن انہیں روانہ کرنے سے پہلے آپ کا انتقال ہو گیا،

تیرہویں سفیر حضرت عمرو بن امیہ الضمیریؓ کو ایک خصوصی مکتوب دیکر مسیلمہ
از الکذاب کی جانب روانہ فرمایا، پھر اسی کی جانب دوسرا مکتوب حضرت التائب
بن العوامؓ کے ذریعہ روانہ فرمایا لیکن مسیلمہ ایمان نہیں لایا اس خبیث نے خلافت
صدیقی میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور مارا بھی گیا۔ فی النار والسقر

چودھویں سفیر حضرت السائب بن الزبیرؓ کو فروہ بن عمرو الجذامی کی جانب
روانہ فرمایا اور اسلام لانے کی دعوت دی، فروہ بن عمرو قبصر روم (روم کے بادشاہ)
کا گورنر تھا اس نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے اسلام لانے کی اطلاع خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور مؤذن سعد کے ذریعہ آپ کی خدمت میں ہدایا روانہ کئے
ایک عدد شہباز نامی خچر جسکو فضہ کہا جاتا تھا، ایک عدد گھوڑا جس کو الظرف کہا جاتا
تھا، ایک عدد حمار جس کا نام یغفور تھا، چند قیمتی کپڑے اور ایک عدد باریک ریشم کی
قبا جو سونے کے تاروں سے مزین تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں
کو قبولیت سے نوازا اور ہدایا لانے والے مسعود بن سعد کو ساڑھے بارہ اوقیہ سونا
عنایت فرمایا۔

پندرہویں سفیر حضرت عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی کو مختلف قبائل کے
امراء، الحارث، مسروح، نعیم اور بنی عبد کلال کے ہاں شہر حمیر روانہ فرمایا، ان سبکو
اپنی رسالت اور اسلام کی دعوت دی، ان میں اکثر امراء و بادشاہوں نے اسلام قبول
کیا جس سے ان کی اپنی قوم بھی داخل سلام ہو گئی اور اسلام دور نبوت ہی میں دُور
دراز علاقوں تک پھیل گیا۔

فللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ

آپ کی وفات شریفہ کے بعد جب عرب میں ارتداد کا فتنہ اُبل پڑا تو سیدنا ابو بکر صدیق نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اکھنیں روانہ فرمایا تھا۔

علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیاد بن امیہ الانصاری کو شہر حضرموت (یمن) پر حاکم مقرر فرمایا اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو زبید، عون، زمخ اور الساحل شہروں پر امیر مقرر کیا اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو "الجند" (یمن کا شہر) اور حضرت ابوسفیان صحابہ میں حرب کو شہر بجران کا اور حضرت عتاب بن اسیدؓ کو مکہ المکرمہ کا امیر مقرر فرمایا اس وقت حضرت عتاب کی عمر بیس سال تھی۔

حضرت علی بن ابی طالب کو الأخماس (یمن) پر قاضی مقرر فرمایا اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو شہر عمان کا امیر مقرر فرمایا، سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو ۹ھ میں امیر الحج بنا کر صحابہ کی ایک بڑی تعداد کو مکہ المکرمہ روانہ فرمایا، اسی سال سیدنا علیؓ کو خانہ کعبہ میں سورہ برأت کی علی الاعلان تلاوت کر نیکیے روانہ فرمایا، ان کے علاوہ کثیر صحابہ کو صدقات و زکوٰۃ کی وصولی کا ذمہ دار بنا کر قبائل میں روانہ فرمایا۔ رضی اللہ عنہم

محافظین رسول

نبوت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں میں عمرو بن عبسہ سلمیٰ ہیں جو آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

غزوہ بدر ۲ھ میں جب کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ

سے اور ابوسفیان کے بیٹے یزید بن ابی سفیان کو شہر تیمار کا والی مقرر فرمایا۔

۳ھ اس سورت میں مشرکین کے لئے چند اعلانات تھے جن سے صلح صفائی کی گئی تھی۔

میں آرام فرما رہے تھے حضرت سعد بن معاذؓ نے پہرہ دیا تھا۔ اور غزوہ احد ۳ھ میں حضرت محمد بن مسلمہؓ نے آپ کی نگرانی کی خدمت انجام دی ہے۔

غزوہ خندق شوال ۵ھ میں حضرت زبیر بن العوامؓ نے آپ کی نگرانی کا فریضہ انجام دیا۔

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ الانصاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور امیر الشریطہ (پولیس آفیسر) تھے۔

صلح حدیبیہ (۳ھ) کے دن حضرت مغیرہ بن شعبہؓ ہر وقت آپ کے سر ہانے پر ہنہ شمشیر لئے کھڑے رہے۔

سیدنا بلال الحبشیؓ مسجد نبوی میں اذان و اقامت کی خدمت کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو ضروریات کے منتظم تھے، ازواج بنی کے خورد و نوش اور مہمانوں کی ضیافت کا انتظام کیا کرتے تھے۔

حضرت معیقہ بن ابی فاطمہؓ اوسنی خاتم نبوی (انگوٹھی رسول) کے محافظ تھے۔ اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت رباح الاسودؓ اور حضرت انسؓ بھی اس خدمت پر مامور تھے، ان حضرات کے علاوہ آپ کے محافظین میں حضرت عباد بن بشرؓ بھی شامل ہیں۔

جب قرآن حکیم کی آیت **وَإِنَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ** (مانہ آیت ۳۱) نازل ہوئی تو آپ کی حفاظت و نگرانی کا کام اٹھا دیا گیا۔

عہد نبوت میں سیدنا علیؓ اور سیدنا زبیر بن العوامؓ اور سیدنا مقداد بن عمروؓ اور حضرت محمد بن مسلمہؓ اور حضرت عاصم بن ثابت بن ابی الالنجؓ اور حضرت ضحاک بن سفیان الکلابیؓ مجرموں کی گردن زدنی کیلئے نامزد تھے۔ رضی اللہ عنہم

دربارِ نبوی کے شاعر

تین صحابی رسول حضرت وہب بن مالک الشلمی، حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت حسان بن ثابتؓ دو ربوت میں اسلامی شعرا شمار کئے جاتے تھے، یہ حضرات لسانی جہاد کے مجاہد تھے، اسلام اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تذلیل کرنے والے مشرک شاعروں کا شاعری میں جواب دیا کرتے تھے۔ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انھیں جواب دینے کی ہدایت فرمائی ہے اور ان کے لئے دُعا خیر بھی کی ہے۔

خطبہ نبوی

عہدِ نبوت میں عام طور پر حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کو خطیبِ رسول اللہؐ کہا جاتا تھا، ان کے علاوہ اور بھی واعظ و خطیب تھے جو مختلف قبائل میں وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہم

فارسِ نبوی

حضرت ابو قتادہ الانصاریؓ نبی کے شہسوار کے لقب سے ممتاز تھے، کسی بھی ضروری و موقتی مہم میں انھیں روانہ کر دیا جاتا تھا، اور یہ بہت عمدگی سے مہم سر کر لیتے تھے۔

نبوی ہتھیار اور سامانِ حرب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیاروں کی تعداد نو عدد بیان کی گئی ہے جن کے عربی نام یہ ہیں۔

ماتور (یہ آپ کی پہلی تلوار ہے جو اپنے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے ورثہ میں آپ کو ملی ہے) الغضب، ذوالفقار (یہ تلوار ہمیشہ آپ کے پاس رہا کرتی تھی) یہی تلوار فتح مکہ میں آپ کے ساتھ تھی، اس کا قبضہ، دستہ، حلقہ وغیرہ سب چاندی کا تھا، القلمی، البتار، الحرف، الرسوب، الخدم، القضب (نہایہ ابن اثیر)

اسی طرح آپ کے ہاں سات عدد درع (جنگی لباس) تھے جنکے عربی نام یہ ہیں۔ ذات القضول (وفاتِ طیبہ کے قریب زلمنے میں یہی درع ابوالشخم یہودی کے ہاں اپنے اہل خانہ کی معاشی ضرورتوں کے تحت ایک سال کیلئے رہن تھی) ذات الریشاح، ذات الحواشی، السعدیہ (اس درع کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ یہ درع سینا داؤد علیہ السلام نے اُس وقت زینت کیا تھا جبکہ انھوں نے ایک معرکہ جہاد میں جالوت نامی ظالم حکمراں کو قتل کیا ہے) تفصیل کیلئے ہدایت کے چراغ جلد نمبر ۱ ص ۱۱۱ دیکھئے، فضتہ، البتار، الخرق، یہ جملہ سات عدد جنگی لباس کے نام ہیں جو آپ معرکہ جہاد میں استعمال کیا کرتے تھے۔

اسی طرح آپ کی چھ عدد قبی (تیر کمانیں) تھیں جنکے عربی نام یہ ہیں۔

الزورار، الروحار، الصفراء، البیضاء، السداد، الکتوم (جو غزوہ احد میں ٹوٹ گئی تھی) اسکو قتادہ بن النعمان الطغری نے اٹھایا تھا) آپ کا ایک جعبہ (تیر کش) بھی تھا جسکو الکافور کہا جاتا تھا۔

اسی طرح ایک منطقہ (چمڑے کا کمر پٹکا) بھی تھا جس میں چاندی کے تین حلقے تھے، آپ کے جنگی ڈھال کی تعداد تین عدد بیان کی جاتی ہیں۔

پہلی کا نام الزلوق تھا دوسری کا نام الفسق اور تیسری ڈھال جو آپ کو ہدیہ میں ملی تھی اس پر عقاب پرندے کا چھوٹا مجسمہ تھا جو نبی آپ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا وہ مجسمہ غائب ہو گیا۔ (لا الہ الا اللہ)

آپ کے ہاں پانچ نیزے تھے ان میں ایک کا نام المثنوی اور دوسرے کا نام المثنیٰ تھا۔

ایک حربہ (چھوٹی تلوار) جس کو النبعہ کہا جاتا تھا اور ایک دوسرا بڑا حربہ تھا جسکو البیضار کہا جاتا تھا، ایک اور چھوٹا حربہ خمدار جسکو العنزہ کہا جاتا تھا، آپ کبھی اس کو اپنے دست مبارک میں لئے چلا کرتے تھے اور اسی حربہ کو عیدوں کے موقع پر آپ کے ساتھ رکھا جاتا تھا اور نماز کے وقت اس کو بطور سترہ آگے رکھ دیا جاتا، نیزہ ایک اور بھی عنترہ (برچہ) تھا۔

آپ کی ایک جنگی ٹوپی لوہے کی تھی جس کو الموشح کہا جاتا تھا، ایک اور جنگی ٹوپی تھی جسکو المتبوغ یا ذوالسبوغ کہا جاتا تھا۔

آپ کے تین عدد جوتے بھی تھے جو جنگ کے وقت زیب تن کئے جاتے تھے ان میں ایک جبہ سبز ریشم کا تھا۔

ایک سیاہ رنگ پرچم بھی تھا جس کو العقاب کہا جاتا تھا اور دیگر الویہ (پرچم) سفید بھی تھے اور کبھی اس میں زرد رنگ بھی ہوا کرتا تھا،

ایک لوہا بڑا مٹیالا پرچم تھا اور اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا آپ کا ایک خیمہ تھا جسکو الکن کہا جاتا تھا اور ایک خمدار چھوٹی لکڑی جو ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زائد لمبی تھی جو چلتے وقت یا سوار ہوتے وقت دست مبارک میں

رہا کرتی تھی۔

ایک عدد محضرہ (کمر کو سہارا دینے والی لکڑی) جسکو العرجون کہا جاتا تھا۔ ایک قضیب (چھڑی) تھی جسکو الممشوق کہا جاتا تھا، قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ یہ آپ کی شمشیر کا نام ہے، پھر یہ شمشیر یا چھڑی خلفاء اسلام کے ہاں وراثتہ رہی ہے۔ ایک لکڑی کا دستہ تھا جس کا ذکر حدیث الکوثریں میں بھی آیا ہے کہ آپ اس دستے سے حوض کوثر پر ان بدعتیوں (اہل بدعت) کو دھکا دیتے رہیں گے جو آپ کوثر پینے کے لئے آئیں گے۔

آپ کا ایک پیالہ ریان نامی اور دوسرا مغنیہ نامی اور تیسرا اور ایک پیالہ جو چاندی کے تین تاروں سے مزین تھا اور ایک حلقہ تھا جس میں لٹکایا جاتا تھا۔

ایک کاپچ کا پیالہ بھی تھا اور ایک لکڑی کا پیالہ جو آپ کے تخت کے نیچے رہا کرتا، رات میں ضرورت کے وقت اس میں استنجار کیا کرتے تھے۔

اور ایک پتھر کا برتن تھا جسکو المخصب کہا جاتا تھا، اس سے آپ وضو کیا کرتے تھے ایسے ہی ایک اور برتن تھا جس میں مہندی رکھی جاتی تھی۔

ایک مشکیزہ تھا جسکو الصادریہ کہا جاتا تھا اور ایک قعب (چھوٹا پیالہ) جسکو السعہ کہا جاتا تھا اور ایک پتیل کا برتن تھا جس سے غسل کیا کرتے تھے اور ایک تیل کا برتن تھا۔

ایک اسکندرانی عطر دان تھا جس کو شاہ مقوقس (مصری بادشاہ) نے سیدہ باربہ قبطیہ کے ہمراہ تحفہ میں پیش کیا تھا اس میں ایک قیمتی آئینہ بھی تھا کبھی کبھی آپ اس میں نظر ڈالا کرتے تھے۔

اور ایک ہاتھی دانت کی گنگھی بھی تھی اور سرمہ دانی بھی جس سے آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلالی اشمہ کا سرمہ لگایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ

لباس پاک

آپ کا ایک عمامہ (شملہ) جس کو السحاب کہا جاتا تھا اس کے نیچے ٹوپی زیب تن فرمایا کرتے تھے جو سب مبارک سے چمکی ہوئی رہا کرتی تھی۔

آپ کی عادت شریفہ بغیر عمامہ صرف ٹوپی پہننے کی بھی تھی، ایسے ہی بغیر ٹوپی صرف عمامہ باندھنے کی بھی تھی، آپ سفید ٹوپی استعمال کیا کرتے تھے۔

جب آپ عمامہ زیب تن فرمایا کرتے تو اس کا کچھ حصہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکایا کرتے، اور عمامے کو سر پر لپیٹ لیا کرتے تھے اور پیچھے کی طرف آخری حصہ کو ٹوپ دیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن آپ کے سر مبارک پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا، اسی حالت میں آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

مورخ واقدی نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر یعنی تھی جس کی لمبائی چھ ہاتھ اور چوڑائی تین ہاتھ ایک بالشت تھی۔

آپ کا ازار (تہبند) عثمانی تھا (شہر عمان) جس کی لمبائی چار ہاتھ ایک بالشت اور چوڑائی دو ہاتھ ایک بالشت تھی، آپ اس کو جمعہ اور عیدین کے موقع پر زیب تن کیا کرتے پھر اسکو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا تھا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین کے موقع پر سُرخ دھاری والی چادر زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

آپ کی دو چادریں سبز رنگ کی تھیں اور ایک سیاہ رنگ کی چادر اور ایک سُرخ دھاری والی گاڑھی چادر اور ایک جانوروں کے بالوں کی چادر تھی۔

اور آپ کا ایک قمیص سوتی کپڑے کا کم لمبا اور پہنچے سے کچھ کم آستین والا تھا۔

وہی آنکھ میں تین مرتبہ اور بائیں آنکھ میں دو مرتبہ سُرمہ لگایا کرتے تھے۔
آپ کے ہاں چھوٹا عطاری ڈبہ بھی تھا جس میں قینچی اور سواک رکھی جاتی تھی۔
ایک بہت بڑا پیالہ تھا جسکو الغرار کہا جاتا تھا اس کے چار حلقے تھے جس کو چار آدمی اٹھایا کرتے تھے۔

اور ایک پیمانہ بھی تھا جس سے صدقۃ الفطر کی مقدار ادا کی جاتی تھی، اور دو پیمانے مذکور قطیفہ نامی تھے۔

ایک چار پائی تخت، بھی تھا جس کے پیر ہا تھی دانت کے تھے، ایک قبیلہ کے سردار سعد بن زرارہ نے ہدیہ میں پیش کیا تھا۔

اور ایک چمڑے کا بستر تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے آپ کے بستر کے بارے میں پوچھا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک کس قسم کا تھا؟ فرمایا کہ جانور کے بالوں کی موٹی چادر تھی جسکو دوہرا کر کے پچھا دیا جاتا تھا اسی پر آپ آرام فرمایا کرتے تھے۔

لباس میں آپ کو قمیص اور ہلکی سرخ دھاری دار چادر پہن گئی تھی، آپ کپڑوں میں سفید رنگ کو زیادہ پسند فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک وقت تنگ آستین والا شامی جُتہ زیب تن کیا تھا اور ایک وقت قبازیب تن کیا، اور آپ اپنے تہبند کو کچھ آگے جھکایا کرتے تھے اور پیچھے سے کچھ اوپر اٹھایا کرتے تھے۔

اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ایک پیوند شدہ چادر (کسائر لُبْدًا) اور ایک دبیز کپڑے والا ازار (تہبند) صحابہ کو دکھلایا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریفہ کے وقت ان دو کپڑوں میں بلبوس تھے۔

صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری، مسلم، ترمذی، ابواللباس)

ابن فارسؒ کہتے ہیں کہ یہ بات عام تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات طیبہ کے وقت حسب ذیل کپڑے چھوڑے ہیں۔

دو چادریں، ایک عثمانی تہبند، دو ہلکے سرخ دھاری والے کپڑے، ایک سُحولی قمیص، ایک صحاری قمیص (یہ دونوں کیمنی شہر کے نام ہیں)، ایک عدد کیمنی جُتہ، ایک کم لمبی قمیص، ایک سفید چادر تین چار عدد دوسری چھوٹی ٹوپیاں اور ایک عدد ازار جبکہ لمبائی پانچ بالشت تھی اور ایک زرد رنگ کی لحاف۔ (لمحفہ)

خاتم نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی پھر اس کو اتار دیا اور صحابہ کو سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، اس کے بعد چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس کے نگینے میں "محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا، اسی انگوٹھی سے آپ کی وفات شریفہ کے بعد سیدنا ابوبکر صدیقؓ و سیدنا عمر فاروقؓ و سیدنا عثمان غنیؓ اپنی عہد خلافت

میں مہر لگایا کرتے تھے۔ پھر یہ انگوٹھی سیدنا عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں (مسجد قبا) کے قریب اُرس نامی کنویں میں گر گئی، کافی تلاش کے باوجود مل نہ سکی۔ (بخاری، مسلم)

حضرت معین بن اس کے محافظ تھے انہی کے ہاتھ سے کنویں میں گر گئی، ایک اور خمدار لوہے کی انگوٹھی بھی تھی جس کے نگینے پر محمد رسول اللہؐ کا نقش تھا، بعض محدثین

کہتے ہیں کہ یہ انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا، حضرت معاذ بن جبلؓ نے مین سے آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا، عموماً آپ اپنی دائیں چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور کبھی بائیں انگلی میں، انگوٹھی کا نگینہ سبھلی کی جانب ہوا کرتا تھا (مسلم، ترمذی) اور جب بیت الخلاء تشریف لیجاتے تو انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے (نسائی، ابوداؤد، ترمذی، شمائل)

آپ نے سیدنا علیؓ کو درمیانی اور شہادت کی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں آیا اس کی انگلی میں لوہے کی انگوٹھی تھی،

آپ نے ارشاد فرمایا میں تجھ پر اہل جہنم کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ پھر جب وہ شخص دوبارہ آپ کی خدمت میں آیا تو اس کی انگلی میں پتیل کی انگوٹھی تھی، آپ نے ارشاد فرمایا، تجھ سے بتوں کی بدبو آ رہی ہے پھر جب تیسری مرتبہ آیا تو اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، آپ نے فرمایا یہ تو اہل جنت کا زیور ہے اس کو اتار دو۔

اُس شخص نے کہا پھر میں کس دھات کی انگوٹھی بنا لوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا چاندی کی لیکن وہ ایک مشقال سے زیادہ وزنی نہ ہو۔ (ایک مشقال مساوی ساڑھے چار ماشہ) مسند احمد

معلمین شریفین

حبشہ کے بادشاہ اصمہ نجاشی نے آپ کی خدمت میں دو عدد سیاہ رنگ کے

سادے خفین (موزے) ہدیہ پیش کئے تھے (چمڑے کے وہ جوتے جن پر وضو یا غسل میں بجائے پیر دھونے کے مسح کیا جاتا ہے) آپ نے انھیں زیب پافرمایا اور وضو کے وقت ان پر مسح کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اس کے علاوہ اور چند عدد موزے بھی تھے جو آپ کو فتح خیبر میں ملے ہیں۔ آپ کے ہاں بغیر بالوں والا چمڑے کا جوتا تھا جس میں دو ہیرا تسمہ تھا۔ ۱۷

(ترمذی، احمد)

آپ کی سواریاں

گھوڑوں میں الشکب نامی گھوڑا تھا جس کو الضرس کہا جاتا، آپ نے اسکو ایک دیہاتی سے دس اوقیہ چاندی (مساوی چار سو درہم) میں خریدا تھا، یہ آپ کی پہلی

۱۷ امام طبرانی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جنگ میں موزہ پہنا اور دوسرا پہننے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ ایک کوڑے نے چھپٹ کر موزہ اٹھالیا اور ادر پار جاکر بیٹھ گیا۔ آپ نے ایک چھوٹا سانپ گھسا ہوا تھا جو اس گرنے کی چوٹ سے باہر نکلا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر ایک عام قانون بیان فرمایا کہ ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ جب موزے (یا جوتے) پہننے کا ارادہ کرے پہلے اسکو جھاڑ لیا جائے۔ (خصائل نبوی شرح شمائل نبوی)

زمانہ قدیم کے ملک عرب میں ایسا جوتا نہیں ہوا کرتا تھا جیسا کہ موجودہ زمانے میں پایا جاتا ہے چمڑے کی ایک چھٹی پر دو تسمہ ہوتے تھے یعنی ہر ہر تسمہ میں دو دو تسمہ ہوا کرتے تھے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب زاد السعید سے اس نغین مبارک کا نقشہ آخری صفحہ پر نقل کیا گیا ہے۔ تفصیل مذکورہ کتاب میں دیکھی جائے۔

سواری تھی جس کے آپ مالک ہوئے ہیں اس کے علاوہ چھ گھوڑے اور تھے جن کے عربی

نام یہ ہیں: **المؤتجر، جوطا، قنور، اور تیرر، گھوڑا تھا، اللخيف، اللزاز، النظر، سبحة، الورد،**

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ان کے علاوہ مزید پندرہ گھوڑے تھے۔

گھوڑوں کی زین کے دونوں جانب میں کھجور کی چھال بھری ہوا کرتی تھی۔ آپ کے ہاں سواری کے لئے خچر بھی تھے ایک خچر کا نام دلدل تھا جس کو شاہ مقوقس (مصری) نے تحفہ میں پیش کیا تھا، قوی تر مونٹ خچر تھا۔

دوسرا خچر فروة الجذامی (ایک قبیلہ کا سردار) نے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے، ایک تیسرا خچر دومۃ الجندل کے سردار نے بھی پیش کیا ہے۔ یہ بات بھی نقل کی جاتی ہے کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ کی خدمت اقدس میں جو خچر پیش کیا تھا آپ اس پر اکثر سوار ہوا کرتے تھے۔

آپ کے ہاں سواری کے لئے دراز گوش (گدھے) بھی تھے ان میں ایک کا نام عقیقہ تھا یہ طاقتور جانور تھا اس کو شاہ مقوقس (مصری) نے ہدیہ میں پیش کیا تھا۔ ایک اور سواری کے لئے دراز گوش تھا جس کا نام یعفور تھا، فروة الجذامی (سردار قبیلہ) نے آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا، عہد قدیم میں گدھے بار برداری کے اہم ذرائع شمار کئے جاتے تھے)

روایات میں ہے کہ جب یہودیوں کا مشہور زمانہ قلعہ خیبر فتح ہوا تو مال غنیمت میں ایک سیاہ رنگ کا دراز گوش گدھا آپ کو ملا جس پر آپ نے سواری بھی کی ہے، اسی جانور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ گر پڑے تھے جس سے آپ زخمی بھی ہو گئے۔ حضرت سعد بن عبادہ نے بھی آپ کی خدمت اقدس میں ایک دراز گوش گدھا پیش کیا تھا جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے۔ ۱۷

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جانوروں میں آپ کے تین اونٹ کے نام یہ ملتے ہیں۔
 القصور، اسی اونٹ پر آپ نے سوار ہو کر مکہ المکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی ہے۔
 العقبان، البجڑ، العقبان، العقبان تیز رفتار اونٹنی تھی دوڑ میں سب اونٹوں سے آگے
 ہو جایا کرتی تھی، صحابہ کرام کو اس کی تیز رفتاری پر فخر تھا، ایک دفعہ ایک کمن اونٹ کے
 مقابلہ میں پیچھے رہ گئی، صحابہ کو اس کی شکست پر صدمہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اونٹنی ہار گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا اللہ کی سنت یہی ہے کہ جو
 سرائٹھا ہے اس کو گرا دیا جاتا ہے۔ (بخاری)

ایک اور اونٹ تھا جس کو الثعلب کہا جاتا تھا، صلح حدیبیہ کے موقع پر کافروں
 نے اس کو ذبح کر دیا تھا، آپ کے ہاں پینتالیس (۲۵) دودھ دینے والی اونٹنیاں بھی
 تھیں اور ایک اعلیٰ نسل کی اونٹنی بھی جو دوڑ میں گھوڑوں سے بھی آگے ہو جایا کرتی تھی
 جسکا نام مہر قریبیہ تھا۔ حضرت سعد بن عبادہ نے قبیلہ بنو عقیل کے جانوروں میں سے انتخاب
 کر کے آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیا تھا۔

جانوروں میں سو عدد بکریاں بھی تھیں آپ اس تعداد سے زائد رکھنا پسند نہیں
 فرماتے تھے، جب ان میں ایک آدھے کا اضافہ ہو جاتا تو کسی ایک بکری کو ذبح کر دیتے
 تاکہ سو کی تعداد برقرار رہے۔ ایک بکری کا نام غوث یا غیثہ تھا اور دوسری کا نام قنسر،
 جانوروں میں ایک سفید رنگ کا مرغ بھی تھا سات عدد عنبر (دودھ پلانوالی بکریاں)
 بھی تھیں ان میں ایک کا نام الیمین تھا، ان جانوروں کی نگہداشت حضرت اُمّ ایمن کیا کرتی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) عہد قدیم میں سواری کیلئے عموماً یہی جانور استعمال کئے جاتے تھے ان جانوروں کی نسل
 بھی اعلیٰ سے اعلیٰ تر ہو کرتی تھی اور یہ اُس دور میں زندگی کا قیمتی اثاثہ شمار کیا جاتا تھا، قدیم باشندوں
 پر قرآن حکیم نے ان جانوروں کو اپنے خصوصاً انعامات میں شمار کیا ہے۔ (انعام آیت ۱۳۷)

تھیں، یہ حبشہ کینز خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ (آٹا) تھیں جو آپ کے والد
 حضرت عبداللہ کے ترکہ سے آپ کے حصہ میں آئی تھیں پھر آپ نے ان کا نکاح اپنے منہ بولے
 بیٹے حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا تھا انہی کے لطف سے حضرت اُسامہ پیدا ہوئے ہیں جو محبوب نبی
 کے لقب سے مشہور ہیں، یہ مبارک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات طیبہ تک
 زندہ رہی ہیں آپ ان کو اپنی ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تو فرمایا کرتے
 اب یہی میرے خاندان کی یادگار رہ گئی ہیں۔ (مسلم)

(طبقات ابن سعد ج ۲، ۲۹۵، تاریخ طبری ج ۱، ۱۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو ساز و سامان اور جانوروں کی مذکورہ تفصیلات پر علامہ
 شبلی نعمانی اپنی مشہور زمانہ کتاب سیرۃ النبی ج ۱ ص ۱۷۵ پر یہ تبصرہ کرتے ہیں۔

مورخین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو ساز و سامان اور جانوروں وغیرہ کی جو
 تفصیلات لکھی ہیں اس سے ایک خالی الذہن انسان کو یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خانگی زندگی ایک وائی سلطنت یا رئیس قبیلہ جیسی تھی (حالانکہ واقعہ اس سے بالکل مختلف
 ہے) پھر لکھتے ہیں۔

مورخ طبری نے ان تمام اشیاء و جانوروں کے نام اور حالات تفصیل سے لکھے ہیں لیکن
 جب تفتیش کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر روایتیں ہیں وہ سب بلا استثناء مورخ و اقدی سے
 ماخوذ ہیں اور اگر وہ قابل اعتبار ہوتے تو حقیقت میں نہایت دلچسپ تھے لیکن اس قسم کی تمام روایات
 کا "سلسلہ سند" مورخ و اقدی سے آگے نہیں بڑھتا۔

(مطلب یہ کہ و اقدی کی حیثیت اہل علم کے ہاں ایک تاریخی طالب علم سے زائد نہیں، لہذا
 یہ تفصیلات کچھ زیادہ معتبر نہیں ہیں)

راقم الحروف کا یہ احساس ہے کہ علامہ شبلی کا یہ تبصرہ ایک ذہنی و فکری اشتباہ سے زائد
 (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وفاتِ پاک

ماہ ربیع الاول ۱۱ سالہ مطابق ماہ مئی ۶۳۲ء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول ام المومنین سیدہ میمونہؓ کے مکان میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے اپنے سر مبارک میں درد کی شکایت محسوس کی، پھر یہی دردام المومنین

(حاشیہ گذشتہ سے پیوستہ)

نہیں، واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں جہاں فقر و فاقہ اور قلتِ مال و منال کے بیشمار واقعات ملتے ہیں وہاں مال و زر، حشم و خدم کے بھی واقعات ملتے ہیں۔ صرف ایک غزوہ حنین یا غزوہ خیبر کے مالِ غنیمت کی تفصیل کتب احادیث میں حیرت انگیز طریقہ پر مطالعہ کیجا سکتی ہے اور یہی حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفاتِ طیبہ کے وقت کچھ بھی نہ چھوڑا ہے جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور دیگر ازواجِ مطہرات بیان کرتی ہیں۔

ما تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنًا زَاوَالًا دَرَبًا وَلَا بَعِيْرًا وَلَا شَاةً (البوداؤد)

مورخ و اقدی ہوں یا مورخِ طبری ہوں یا طبقات ابن سعد انہیں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا ساز و سامان کی تفصیل کو ذخیرہ کر وہ سامان کی حیثیت نہیں دیتا جو بیت النبی کی زینت رہی ہوں بلکہ حسب ضرورت و تقاضہ آپ نے مذکورہ ساز و سامان اختیار فرمایا پھر وہ تقسیم ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ آخری وقت کا شانہ نبوت ایسے ہی تھا جس کی تفصیل ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور ام المومنین سیدہ جویریہؓ نے بیان کی ہیں کہ آپ نے اپنی وفاتِ شریفہ کے وقت خالی گھر چھوڑا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ (حاشیہ صفحہ ۵۱) ماہ صفر ۱۱ سالہ کے آخری عشرہ کا واقعہ ہے۔

سیدہ زینب بنت جحش کے حجرے میں محسوس فرمایا آخردرد مسلسل رہنے لگا اور شدت اختیار کرتا گیا، تقریباً پانچ یوم اسی حالت میں گزارے پھر اپنی ازواجِ طاہرات سے یہ خواہش ظاہر کی کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں قیام کی اجازت دیں (یہ اس لئے بھی کہ حجرہ عائشہؓ مسجد نبوی سے متصل تھا) سب ازواج نے نہایت خوشدلی سے آپ کی خواہش کو پسند کیا، آپ نے حجرہ عائشہ میں اپنا مستقل قیام اختیار فرمایا، مرض میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہا آٹھ یوم حجرہ عائشہ میں مقیم رہے اس طرح علالت کے جملہ تیرہ دن گذر گئے، درد سے اس قدر ضعف ہو گیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا جب تک قوت رہی آپ مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے تشریف لاتے رہے سب سے آخری نماز جو آپ نے مسجد نبوی میں پڑھائی وہ مغرب کی نماز تھی اس نماز میں سورہ مسلمات (پارہ ۲۹) کی قرأت فرمائی۔ عشاء کا وقت آیا تو دریت فرمایا کیا نماز ہو چکی؟ صحابہ نے عرض کیا سب کو آنجناب کا انتظار ہے، آپ نے لگن میں پانی بھرا کر غسل کیا پھر اٹھنا چاہا تو غشی آگئی، جب سکون ہوا تو فرمایا کیا نماز ہو چکی؟ صحابہ نے وہی جواب دیا آپ نے پھر غسل فرمایا اور اٹھنا چاہا تو پھر غشی آگئی اس طرح تین مرتبہ ایسے ہی ہوا، آخری بار جب افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھا دیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق نے نماز پڑھا دی، یہ سلسلہ تین دن تک رہا شب جمعہ کی نماز عشاء سے دو شنبہ یوم وفات کی فجر تک جملہ سترہ نمازیں سیدنا ابو بکر صدیق نے پڑھائی۔

(بخاری و مسلم کتاب الصلوٰۃ)

وفاتِ طیبہ سے پانچ یوم قبل جمعرات کے دن ظہر کی نماز کے بعد آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو آپ کی حیاتِ پاک کا آخری خطبہ تھا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا:

اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں سے کو

قبول کرے یا اللہ کے حضور (آخرت) میں جو کچھ ہے اس کو اختیار کرے، لیکن اس بندے

نے آخرت ہی کو قبول کر لیا۔

یہ سنتے ہی ابو بکر صدیقؓ اچانک رو پڑے، صحابہ نے ان کی طرف تعجب سے دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں اور یہ رونے کی کیا بات ہے؟ بعد میں صحابہ کو معلوم ہوا کہ وہ بندہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ (وكان ابو بکر من اعلمنا)

اسی خطبہ میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا دیکھو! تم سے پہلی قوموں نے اپنے رسولوں اور بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا خبردار تم ایسا نہ کرنا میں تمہیں منع کر کے جاتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

انہی کربت بیقراہی کے ایام میں یاد آیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ کے ہاں چند اشرفیاں رکھوائی تھیں دریافت فرمایا عائشہ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے بدگمان ہو کر ملنا نہیں چاہتا، جاؤ ان کو نبی اللہ صدقہ کر دو، (چنانچہ ایسے ہی کر دیا گیا۔ (مسند احمد ج ۲۹))

مرض میں کمی و زیادتی تو ہو ہی رہی تھی جس دن وفات ہوئی تھی (دوشنبہ پیر) اس روز مزاج مبارک میں بڑا سکون اور اطمینان محسوس کیا جا رہا تھا حتیٰ کہ بعض صحابہ کو یقین ہو گیا کہ آپ صحت یاب ہو چکے ہیں۔

اس دن فجر کی نماز کے وقت اپنے حجرہ شریفہ کا پردہ اٹھا کر صحابہ کو دیکھا جو نماز پڑھ رہے تھے فرط مسرت سے صحابہ بے قابو سے ہو گئے قریب تھا کہ نماز میں خلل پیدا ہو جائے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری دیدار پاک تھا جو خوش نصیب صحابہ کو میسر آیا۔ فضلوٰت ربی و سلامۃ علیہ،

جیسے جیسے دن چڑھتا گیا آپ پر بار بار غشی طاری ہونے لگی، اس حالت میں آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری ہوئے:

مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
أَنْ لَوْ كُنُوا كَمَا جَاءَ اللَّهُ فِي الْأَنْعَامِ كَيْدًا
اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى
رفیقِ اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں

وفات کا وقت قریب تر تھا آپ نے مسواک طلب کی اور تندرستوں کی طرح مسواک فرمائی، ابن اسحاقؒ نے کتاب سیرت میں لکھا ہے کہ اچانک سینہ مبارک میں سانس کی گھڑ گھڑاہٹ شروع ہوئی اور لب مبارک ہلنے لگے اور کلمات ذیل سننے گئے۔

الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ نَمَازًا وَعَسَلَامًا

(یعنی ان دونوں کا لحاظ رکھو)

قریب ہی پانی کی لگن تھی اس میں بار بار دست مبارک ڈالتے اور چہرہ اقدس پر ملتے جاتے اتنے میں دست مبارک اٹھا کر انگشت مبارک سے اشارہ کیا اور تین مرتبہ فرمایا بَلِّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى، بَلِّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى، بَلِّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى بس اب کوئی نہیں صرف رفیقِ اعلیٰ درکار ہے، بس اب کوئی نہیں صرف رفیقِ اعلیٰ درکار ہے، بس اب کوئی نہیں صرف رفیقِ اعلیٰ درکار ہے۔

یہ کلمات مقدسہ زبان مبارک پر جاری تھے کہ دست مبارک گر پڑا، چشم پاک کھل کر چھت کی طرف لگ گئی اور روح پاک عالم قدس میں پہنچ گئی، اس وقت عمر پاک تریسٹھ سال تھی۔

فصلوات ربی و سلامۃ علیہ و آئینا ابدا ابدا،

دن دوشنبہ (پیر) ماہ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ماہ مئی ۶۳۲ء تاریخ کے بارے میں یکم ربیع الاول سے ۱۲ ربیع الاول تک کے اقوال ہیں۔ یکم ربیع الاول کے قول کو تاریخی اور روایتی ہر لحاظ سے قوی تر تاریخ قرار دیا گیا ہے (فتح الباری، روح الباری،

امام بیسی بی، مورخ ام موسیٰ بن عقبہ، محدث امام لیث مصری، محدث ابو نعیم، لیکن عام اور مشہور روایت ۱۲ رزیح الاول کی ہے۔ (تفصیل کیلئے سیرۃ النبی جلد ۱ ص ۱۶ دیکھئے)

ابن اسحاق نے "سیرت" میں لکھا ہے کہ وفات شریفہ دوپہر کو ہوئی لیکن حضرت انس بن مالک سے امام بخاری و مسلم میں روایت موجود ہے کہ دو شنبہ کے دن سپہر کے وقت وفات ہوئی، حافظ ابن حجر نے دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق دی کہ دوپہر ڈھل چکی تھی سہ پہر کا وقت شروع ہو چکا تھا۔ (سیرۃ النبی ج ۲ ص ۱۶۹)

آپ کو انہی کپڑوں میں غسل دیا گیا جو جسم مبارک پر تھے، سیدنا علی نے غسل دیا دونوں ہاتھوں میں کپڑے کی کھلی (دستانے) پہن رکھا تھا، حضرت عباس کے دونوں بیٹے فضل بن عباس اور قثم بن عباس جسم مبارک کی کروٹیں بدلتے تھے، حضرت اسامہؓ اور حضرت شقرانؓ (خادم خاص) پانی ڈال رہے تھے، حضرت اوس بن خولی انصاریؓ نگرانی کر رہے تھے۔

غسل کے بعد تین عدد سوتی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں قمیص یا عمامہ جیسا کوئی کپڑا نہ تھا۔ (بخاری و مسلم)

حجرۃ عائشہ میں حضرت ابو طلحہ انصاریؓ نے مدینہ طیبہ کے رواج کے مطابق لحد (بغلی قبر) تیار کی چونکہ زمین پاک نم تھی جس بستر مبارک پر آپ نے وفات پائی وہ بستر قبر شریف میں بچھا دیا گیا۔

پھر جسد پاک کو قبر شریف کے کنارے رکھ دیا گیا، حجرۃ اقدس میں ایک ایک جماعت داخل ہوتی اور دعا و درود و تکبیرات پڑھ کر باہر نکلتی، صلوٰۃ جنازہ میں کوئی امام نہیں ہوتا تھا تنہا ہر شخص نماز ادا کرتا، سب سے پہلے سیدنا عباسؓ نے نماز جنازہ ادا کی، پھر خاندان بنو ہاشم کے افراد نے، اس کے بعد ہاجرین صحابہ نے پھر انصار صحابہ نے پھر عام مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی، اس طرح دیر گئے رات تک یہ سلسلہ رہا۔

مرض الموت کے دنوں میں ایک دفعہ آپ نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا تھا کہ جب میری تجہیز و تکفین ہو جائے تو کھوڑی دیر کے لئے سب لوگ حجرے سے باہر ہو جائیں سب سے پہلے مجھ پر جبرئیل امین نماز پڑھیں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل اس کے بعد ملک الموت (عزرائیل) اور پھر دیگر فرشتے نماز پڑھیں گے اس کے بعد تم میں سے ایک ایک جماعت حجرے میں داخل ہو اور مجھ پر صلوٰۃ و سلام پڑھے۔ (مسند بزار، مستدرک حاکم)

جسد پاک کو حضرات سیدنا علیؓ، عباسؓ، فضل بن عباسؓ، قثم بن عباسؓ، شقرانؓ (خادم خاص) رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا، نود عدد اینٹوں سے لحد پاک کو بند کر دیا گیا پھر قبر شریف کو مٹی سے پُر کر دیا گیا، تربت پاک کو کوہان جیسی شکل دی گئی اور اوپر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا۔

صلوٰۃ و سلام اور تدفین کے بعد ایک روایت کے مطابق تیس ہزار سے زائد صحابہ کرام آنسو بہاتے اپنے گھروں کو واپس ہوتے۔

يَلْخِيْرُ مِنْ دُفْنَتِ بِالْقَاعِ اَعْظَمَ ۖ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكْمَرُ
نَفْسِي الْغِدَاءُ لِقَبْرِ اَنْتَ سَاكِنُهُ ۖ فِيْهِ الْعَقَابُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ
وَاللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَطَيْبِيْنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَّبِّ الرَّسْمَةِ مَرْحَمَةً لِلْعَالَمِيْنَ
وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَاَزْوٰجِهِمُ بَارِكْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ كَثِيْرًا كَثِيْرًا

۱۰ حجرۃ نبوی کی جالی مبارک پر مذکورہ بالا دو شعر کندہ ہیں یہیں سے یہ دو شعر نقل کئے گئے ہیں اشعار کا ترجمہ اہل علم حضرات سے دریافت کر لیا جائے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی سیر

① حضرت برابر بن عازب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین تھے اور سب سے زیادہ خوش اخلاق بھی، آپ نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ زیادہ پستہ قدم (درمیانہ قد تھا) (بیہقی)

② اسماعیل بن عیاش نے روایت نقل کی ہے کہ آپ لوگوں کی ایذا پر صبر فرمایا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

③ ہند بن ابی ہارث نے ایک طویل روایت میں بیان کیا ہے کہ جب آپ چلنے کیلئے قدم اٹھایا کرتے تو قوت سے پیرا کھڑتا تھا اور قدم مبارک اس طرح رکھتے گویا آگے کو جھک رہے ہیں اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے، ایسا معلوم ہوتا کہ آپ بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں۔

جب کسی بازو والی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پوری طرح پھر کر دیکھا کرتے (یعنی کن آنکھوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ زمین کی طرف رہا کرتی یہ نسبت آسمان کے، اکثر اوقات چلتے وقت صحابہ کو آگے رکھتے اور خود پیچھے چلا کرتے تھے۔

آپ کی عادت شریفہ عموماً گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ انتہائی تواضع کی وجہ سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے تھے)

جو شخص بھی آپ سے ملتا تھا آپ ہی پہلے اس کو سلام کرتے۔ (ترمذی)

④ حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے کلام میں تریل ہوا کرتی

تھی یعنی آپ ٹھہر ٹھہر کر بات چیت فرماتے تھے تاکہ سننے والا اچھی طرح سمجھ لے، لیکن نہ اس قدر ٹھہر ٹھہر کر کہ سننے والا اس سے اکتا جائے۔ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں یہ بھی اضافہ نقل کیا گیا ہے کہ آپ وعظ و تقریر میں کسی ضروری بات کو تین بار دوہرایا کرتے تھے۔

(مقصود یہ ہوتا تھا کہ اپنے کلام کو عمدہ طریقہ سے ادا کیا جائے جیسا موقع ہو اگر تا اس کا لحاظ فرمایا کرتے۔)

بعض مخاطب خوش فہم اور جلدی سمجھنے والے ہوتے ہیں ایسے وقت ایک بات کو چند مرتبہ دہرانا غیر مناسب ہوا کرتا ہے۔

اور بعض مخاطب دیر میں بات سمجھتے ہیں ان کو کسی کئی بار سنانا مناسب ہوتا ہے اور جہاں ہر قسم کے لوگ ہوں وہاں تین بار بات کو دہرانا مناسب ہوتا ہے

اسلئے کہ بعض لوگ اعلیٰ درجے کے فہیم ہوتے ہیں وہ تو اول ہی دفعہ سمجھ لیں گے اور بعض اوسط درجے کی سمجھ رکھتے ہیں وہ دوبار میں سمجھ لیں گے اور دوسرے بعض کم فہم قسم کے ہوتے ہیں وہ تین بار میں بخوبی سمجھ لیں گے۔

(اور اگر کہیں اس مقدار سے بھی زیادہ حاجت ہو تو خوش اخلاقی کی بات یہ ہے کہ اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔)

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش اخلاقی اور قواعد کی پابندی کا اعلیٰ مرتبہ عطا ہوا تھا جو نہ کسی کو آپ سے پہلے میسر ہوا اور نہ آئندہ میسر ہوگا

اور باوجود انتظامی قواعد کی پابندی کے خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنا بہت بڑا کمال ہے کیونکہ عام طور پر قواعد کی پابندی اور خوش اخلاقی جمع نہیں ہوتے، اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی کہ آپ اس کام میں جس کو خود انجام دیتے خوب اچھی طرح قواعد کی پابندی فرماتے اور دوسروں سے جو ان امور میں غلطی اور کوتاہی ہوتی غصہ

نہ فرماتے البتہ ان کی اصلاح کی غرض سے باقاعدہ اور نرمی سے نصیحت فرمادیتے۔ (ترمذی)
 (یہی طریقہ مسلمانوں کو بھی اختیار کرنا چاہیے کہ انتظامی قواعد کی پابندی اور
 خوش اخلاقی کی عادت اختیار کریں اور دوسروں کو بھی رغبت دلائیں مگر محض اپنے نفس
 و غضب کی شفا کے لئے دوسروں کی کوتاہی پر گرفت نہ کریں البتہ ان کی اصلاح کی
 غرض سے اگر ضرورت پڑے تو سختی بھی پسندیدہ عمل ہے)

⑤ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 کلام جدا جدا ہوا کرتا تھا جو شخص اس کو سنتا سمجھ لیتا (یعنی واضح اور کھلا کلام ہوتا) ابو داؤد
 ⑥ سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بری
 عادتوں میں سب سے زیادہ ناگوار چھوٹ ہوا کرتا تھا۔ (بیہقی)

⑦ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ کو سب کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ یہی
 چادر تھی جس میں کمی رنگ ہوتے تھے۔

اور کتاب عزیز شری شرح جامع صغیر میں ابن رسلان نے اس پسندیدگی کی یہ وجہ
 لکھی ہے کہ وہ بہت زیادہ زینت کا کپڑا نہ ہوتا تھا یعنی سیدھا سادہ ہوا کرتا اور میلا
 بھی کم ہوا کرتا ہے۔ (بیہقی، ابو داؤد، نسائی)

(در اصل آپ اپنے آپ کو دنیا میں مسافر سمجھتے تھے نہ دنیا کی رونق سے تعلق
 تھا نہ اس کی خوش رنگینیوں سے دلچسپی تھی، یہی طریقہ مسلمانوں کو بھی اختیار کرنا چاہیے
 کہ بقدر ضرورت ایسے کپڑے پہن لیا کریں جس سے اچھی طرح ستر ڈھک جائے اور
 جو سادہ بھی ہوں اور کم میلے ہوتے ہوں تاکہ ان کی زینت اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے
 اور بار بار دھونے کی بھی حاجت نہ پیش آئے کہ اس میں وقت صرف ہوتا ہے۔)

بعض روایات میں سفید کپڑوں کی بھی تعریف آئی ہے۔
 ⑧ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ

عبادت زیادہ پسندیدہ تھی جو ہمیشہ ادا ہو سکے (یعنی نفلی نماز، روزہ، تلاوت، صدقات
 وغیرہ اس قدر ادا کرنی چاہیے جن کو نباہ سکے، یہ نہیں کہ ایک دن تو سب کچھ کر لیا اور دوسرے
 دن کچھ بھی نہیں، کھوڑی عبادت جو ہمیشہ ہو سکے وہ اس عبادت سے بہتر ہے جو بہت زیادہ
 ہو لیکن پابندی نہ ہو سکے البتہ کبھی ناغہ ہو جائے تو حرج نہیں۔) بخاری، ابن ماجہ

⑨ امام مجاہدؒ نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے گوشت
 میں اس کا اگلا حصہ زیادہ پسند تھا (یعنی دست اور گردن کا حصہ) ابن اسنی

⑩ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی
 چیزوں میں ٹھنڈا میٹھا پانی زیادہ پسند تھا (یعنی جو پانی کھارنا ہو) حاکم

حضرت ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ پینے کی چیزوں میں آپ کو دودھ
 بہت زیادہ پسند تھا۔ (البونعیم)

⑪ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ کو پینے کی چیزوں میں شہد کا شربت
 زیادہ پسند تھا۔ (ابن اسنی، البونعیم)

⑫ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام قسم کے
 سالن میں سرکہ زیادہ پسند تھا۔ (البونعیم)

⑬ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ زیادہ آیا کرتا
 تھا، اور کتاب عزیز میں سیدہ ام سلیم کی یہ روایت موجود ہے کہ وہ آپ کے پسینے کو اکٹھا
 کر کے دوسری خوشبو میں ملا لیا کرتی تھیں کیونکہ آپ کا پسینہ خوشبودار ہوا کرتا تھا۔ (مسلم)
 ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کی یہ خوشبودار لہنوں کو لگائی جاتی تھی۔

⑭ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک
 (داڑھی) کے بال گھنے تھے۔ (مسلم)

⑮ سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ کو پھلوں میں

ترکھو اور خرپڑہ زیادہ پسند تھا۔

①۶ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے شانہ کا گوشت بہ نسبت اور حصوں کے زیادہ مرغوب تھا۔ (ابونعیم)

①۷ حضرت ابو داؤد نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب امام ہوتے تو نماز مختصر پڑھا کرتے اور جب تنہا نماز پڑھتے تو نماز طویل ہوا کرتی تھی۔ (احمد و نسائی)

(مقصد یہ کہ مقتدیوں کی رعایت کے پیش نظر فرض نمازوں میں قرأت اور رکوع سجدہ مختصر کیا کرتے تاکہ پیچھے نماز پڑھنے والوں کو تکلیف نہ ہو کیونکہ ان میں ضعیف، کمزور، بیمار اور حاجت والے ہوا کرتے ہیں، اور تنہائی میں طوالت اسلئے فرمایا کرتے کہ نماز آپکی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی اسیں چین و سکون ملتا تھا) آپ نے خود ارشاد فرمایا جَعَلْتُ حُرَّةً عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ (الحديث) میرا سکون نماز میں رکھا گیا ہے)

①۸ حضرت عبداللہ بن بسر بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مکان کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازے کے عین مقابل کھڑے نہ ہوتے بلکہ اس کے داہنے ستون کے سامنے کھڑے ہوتے یا بائیں ستون کے سامنے کھڑے ہوتے پھر اسلام علیکم فرماتے۔ (احمد، ابو داؤد)

(یہ طریقہ سنت ہے کہ کسی کے گھر جائیں تو دروازے کے مقابل کھڑے نہ ہوں کہ دروازہ کھلنے پر کہیں بے پردگی نہ ہو جائے اور گھر کی مستورات پر نظر پڑ جائے پھر السلام علیکم کہیں، اگر پہلی بار جواب نہ آئے تو دوبارہ سلام کرے پھر بھی جواب نہ ملے تو تیسری بار سلام کہے اور جواب نہ ملنے پر واپس ہو جائے۔)

①۹ حضرت عکرمہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی جب آپ کے پاس کوئی شخص آتا اور آپ اس کے چہرے پر خوشی و مسرت کے آثار محسوس فرماتے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے۔ (طبقات ابن سعد)

(غرض یہ ہوا کرتی تھی کہ اسکو آپ سے انسیت و محبت پیدا ہو)

②۰ حضرت عتبہ نے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی اجنبی شخص آپ کی خدمت میں آتا تو آپ اس کا نام دریافت فرماتے اگر وہ نام آپ کو پسند نہ ہوتا تو اسکو بدل دیا کرتے۔ (ابن مندہ)

②۱ امام احمد نے روایت نقل کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ لایا کرتا (تاکہ آپ اس کو مناسب محل پر خرچ فرمادیں) تو آپ ارشاد فرماتے اے اللہ اس شخص پر رحم فرما (ہم کو یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ جب کوئی شخص ہمارے ذریعہ صدقات و زکوٰۃ تقسیم کروائے یا کسی مدرسے کے لئے چندہ دے تو ہمیں بھی یہی دعا کرنی چاہیے۔)

②۲ سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشی پیش آتی تو فرماتے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتَّقُوا الصَّالِحَاتُ،
اور جب کوئی ناگوار حال پیش آتا تو فرماتے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، (حاکم)

②۳ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مال غنیمت کا حصہ (لوٹھی، غلام، مال و اسباب وغیرہ) ملا کرتا تو آپ اپنے سب گھروالوں کو دے دیا کرتے تھے، تاکہ گھروالوں میں باہمی تفریق نہ ہو کہ کسی کو ملے اور کسی کو نہ ملے۔

(احمد، ابن ماجہ)

(سنت طریقہ یہی ہے کہ کسی چیز کی تقسیم میں ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے باہم لوگوں میں رنجش پیدا ہو جائے یا کوئی بگاڑ پیدا ہو یہ تقسیم خواہ عوامی و بہادری میں ہو یا اہل و عیال یا شاگردوں اور مریدوں میں ہو)

②۴ سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں جب کھانا لایا جاتا (جس میں اور حضرات بھی آپ کے ساتھ شریک طعام ہوتے) تو آپ برتن کے اپنے سامنے والے حصے سے تناول فرماتے اور جب آپکی خدمت میں کھجوریں پیش کیجاتیں تو برتن کے ہر جانب سے کھجور تناول فرماتے تھے۔ (خطیب)

②۵ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپکی خدمت میں نیا پھل پیش کیا جاتا تو آپ اس کو اپنی دونوں آنکھوں سے لگاتے پھر دونوں ہونٹوں سے چھوتے اور فرماتے۔

اللَّهُمَّ كَمَا آرَيْتَنَا أَوْلَاهُ فَأَرِنَا الْآخِرَاءُ،

پھر چھوٹے بچوں کو وہ پھل عنایت کر دیتے جو آپ کے پاس اس وقت موجود ہوتے۔ (ابن اسنی)

②۶ حضرت قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ برتن لایا جاتا جس میں خوشبودار تیل وغیرہ ہوتا تو آپ اس تیل میں اپنی انگلیاں تر فرماتے پھر اس کو جہاں لگانا ہوتا ان انگلیوں سے استعمال فرماتے۔ (ابن عساکر)

②۷ سیدہ حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے دلہنے ہاتھ کو داہنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے۔ (طبرانی)

②۸ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب آپ اپنے سر میں تیل لگانیکا ارادہ فرماتے تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل رکھتے، پہلے آنکھ کی بھوؤں کو لگاتے، پھر دونوں آنکھوں پر لگاتے پھر سر پر لگاتے۔

کتاب عزیز میں ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی داڑھی میں تیل لگانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے دونوں آنکھوں پر لگاتے پھر داڑھی میں تیل لگاتے۔ (حکیم الامتؒ لکھتے ہیں کہ یہ روایت میری نظر سے نہیں گذری) واللہ اعلم

②۹ حضرت انسؓ اور حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چھوٹی یا بڑی ضرورت (استنجاء) کے لئے بیٹھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنے

کپڑوں کو اس وقت تک اوپر نہ اٹھاتے جب تک کہ زمین سے قریب نہ ہو جاتے۔
(ابوداؤد، ترمذی، طیالسی)

(یہ اس لئے کہ جب آدمی قضاء حاجت کے لئے بیٹھنا چاہے تو اس سے پہلے ستر کھولنے کی ضرورت نہیں پڑتی بلا ضرورت ستر کھولنا برا ہے)

③۰ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں (بغیر غسل کئے) سونے کا ارادہ فرماتے تو (کم از کم) وضو کر لیا کرتے تھے (پھر سو جاتے) اور جب ایسی ہی حالت (جنابت) میں کھانے پینے کا ارادہ فرماتے تو فقط دونوں ہاتھ (گٹوں) تک دھو لیتے پھر تناول فرماتے۔ (ابوداؤد، نسائی)

(حائضہ اور نفاس والی عورت کے لئے بھی یہی عمل سنت ہے)

③۱ حضرت عبد اللہ بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکر کو رخصت فرماتے تو یہ دعا پڑھا کرتے اَسْتَوْجِعُ اللهُ دِينَكُمْ وَآمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُمْ (حاکم، ابوداؤد)

(سنت یہی ہے کہ جب کسی کو رخصت کریں تو یہ دعا پڑھنی چاہیے یہ اس شخص کے دین و دنیا کی سلامتی کے لئے ہے جسکو رخصت کیا جا رہا ہے)

③۲ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ جب نیا کپڑا پہنتے تو (عموماً) جمعہ کے دن پہنا کرتے۔ (خطیب)

③۳ حضرت عبد اللہ بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسواک سے فارغ ہوتے تو قریب میں جو شخص بڑا ہوتا اس کو وہ مسواک عنایت فرما دیتے اسی طرح جب کچھ پانی وغیرہ پیتے تو بچا ہوا حصہ اس شخص کو عنایت کر دیتے جو آپکی داہنی جانب ہوتا۔ (حکیم ترمذی نوادر الاصول)

(آپکی یہ عنایت لوگوں کو برکت پہنچانے کیلئے ہوا کرتی تھی)

حضرت عثمان بن ابی العاص بیان کرتے ہیں کہ جب بادِ شمالی (شمال کی جانب سے چلنے لگی ہو) چلنے لگتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے۔ **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرَبِّي مِنْ شَرِّ مَا أُرْسَلَتْ فِيهَا** (ابن السنی، طب برانی)

(ترجمہ) یا اللہ میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جسکو آپ نے اس ہوا میں بھیجا ہے۔ (اس دعا کے پڑھنے کی غالباً یہ وجہ تھی کہ ایسی ہوا گذشتہ قوموں پر بطریق عذاب چلائی گئی ہے یا آئندہ بھی چلائی جاتی ہو) واللہ اعلم

۳۵) اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اپنے گھر والوں میں سے کسی کے بارے میں یہ معلوم ہوتا کہ اس نے جھوٹ کہا ہے تو آپ اس سے مسلسل ناراض اور رنجیدہ رہتے یہاں تک کہ وہ شخص جھوٹ سے توبہ نہ کر لیتا پھر جب وہ توبہ کر لیتا تو آپ بدستور اس سے راضی ہو جاتے۔

(وجہ یہ تھی کہ جھوٹ ایک کبیرہ گناہ ہے اور گنہگار سے ناراضی ضروری ہے اسلئے آپ ایسے شخص سے اعراض فرماتے تھے، علاوہ ازیں دیگر گنہگاروں سے آپ کا یہی برتاؤ ہوا کرتا تھا) (احمد، حاکم)

۳۶) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غمگین ہوتے تو اپنی داڑھی مبارک ہاتھ میں لیتے اور اسکو دیکھنے لگتے۔ (شیرازی)

(آپ کا یہ عمل طبعی تھا بطور عبادت یا سنت نہ تھا۔ حکیم الامت) واللہ اعلم

۳۷) سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غمگین (یا فکر مند) ہوتے تو بار بار داڑھی مبارک کو ہاتھ میں لیا کرتے۔

(ابن السنی، البیہقی)

۳۸) حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی آنکھوں میں سرمہ لگاتے تو طاقِ عدوِ سلمانی پھیرا کرتے۔ (احمد)

دوسری حدیث جسکو امام ترمذی نے بیان کی ہے کہ آپ ہر آنکھ میں تین تین سلمانی سرمہ لگاتے تھے۔

۳۹) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب آپ کھانا تناول فرماتے تو (بعد فراغت) اپنی تین انگلیوں کو (جن سے آپ عموماً کھایا کرتے تھے) کما درد فی الحاکم اچاٹ لیا کرتے (تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت یعنی رزق صنایع نہ ہو) مسلم، احمد

۴۰) حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی کوئی دشواری یا فکر لاحق ہوتی تو اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا کرتے اور سبحان اللہ العظیم کہا کرتے۔ (ترمذی)

۴۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو کام کے لئے روانہ فرماتے تو ارشاد فرماتے لوگوں کو خوشخبری سناؤ (یعنی عام آدمیوں سے خوش کن باتیں کرو دینی و دنیوی امور میں) اور ان کو نفرت نہ دلاؤ تاکہ وہ لوگ تم سے نفرت نہ کریں (مگر حد شرعی کو ہر موقع پر ملحوظ رکھنا ضروری ہے، ایسی خوشخبری یا ایسی خوش کن باتیں نہ کرنی چاہئیں جو دین و اخلاق کے خلاف ہوں) اور آسانی کرو سختی نہ کرو (ابوداؤد، ابن تیمیہ)

۴۲) سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب آپ کو کسی کی بُری بات معلوم ہوتی تو نصیحت کے وقت یہ نہیں فرماتے کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے کہ وہ ایسا اور ایسا کام کرتا ہے یا ایسی بات کہتا ہے بلکہ آپ یہ فرمایا کرتے لوگوں کا کیا حال ہے کہ ایسی اور ایسی باتیں (یعنی بُری باتیں) کہتے ہیں اور ایسے اور ایسے بُرے کام کرتے ہیں۔ (ابوداؤد) (خطا کار کا نام ظاہر نہیں فرماتے تھے)۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق تھا، آپ کا یہ مقصود ہوا کرتا تھا کہ خطا کار عام لوگوں میں رسوا نہ ہو اور خود بخود متنبہ ہو جائے۔

۴۳) حضرت صفح بن وداعہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکر کو روانہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو دن کے اول وقت (صبح) میں روانہ کرتے

(کیونکہ یہ برکت کا وقت ہے) ابو داؤد، ترمذی
 (۴۳) حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کو کھانا تناول فرماتے تو شام کو نہ کھاتے تھے اور جب شام کو تناول فرماتے تو صبح کو نہ کھاتے تھے۔ (ابو نعیم)

(مقصود یہ کہ آپ عام طور پر دن میں ایک وقت کھانا تناول فرماتے تھے کبھی صبح کو اور کبھی شام کو)

(۴۵) سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو سے فارغ ہوتے تو دو رکعت نفل نماز (جس کا نام عام لوگوں نے تحیۃ الوضو رکھ لیا ہے) ادا فرماتے پھر فرض نماز کے لئے مسجد تشریف لے جاتے۔ (ابن ماجہ)

(۴۶) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی عادت تشریف یہ تھی کہ جب سردی کا موسم آتا تو آپ جمعہ کی رات کو مکان کے اندر سونا شروع فرماتے اور جب گرمی کا موسم آتا تو جمعہ کی رات کو باہر سونا شروع کرتے اور جب نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اللہ کی حمد (یعنی الحمد للہ یا اس جیسا کوئی کلمہ ادا فرماتے) اور دو رکعت نماز (بطور شکر) پڑھتے اور پُرانا کپڑا کسی محتاج کو عنایت فرما دیتے۔ (خطیب، ابن عساکر)

(۴۷) حضرت حسن بن محمد بن علیؓ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کچھ مال و متاع صبح کے وقت آتا تو دوپہر تک اپنے پاس نہیں رکھتے اور اگر شام کے وقت آتا تو رات تک نہیں رکھتے تھے (بلکہ فوراً خرچ کر دیا کرتے اور مستحقوں کو دے دیا کرتے) بیہقی، خطیب

(۴۸) محدث بغویؒ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب زیادہ ہنسی آتی تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتے تھے (ایسا اتفاق کبھی کبھی ہو جایا کرتا کہ آپ کو زیادہ ہنسی آجائے ورنہ ہنسنے پر ایسے موقعوں پر مسکرا دیا کرتے تھے جس کو تبسم

کہا جاتا ہے۔ (کاورد بسند صحیح)

(۴۹) حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور بات چیت فرماتے پھر وہاں سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو استغفار پڑھا کرتے اس سے پندرہ مرتبہ، (ابن اسنی)

(دوسری حدیث میں آیا ہے کہ وہ استغفار یہ تھا اسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ،

(کذا فی العزیزیٰ لکن لم اقف علی سندہ، حکیم الامت)
 (۵۰) حضرت عبداللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس میں باتیں فرمایا کرتے تو دوران گفتگو آسمان کی طرف نگاہ اٹھایا کرتے تھے (ابو داؤد) (آسمان کی طرف بار بار نظر اٹھانا فکر آخرت کا تقاضہ تھا)

(۵۱) حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی دشواری پیش آتی تو نفل نماز پڑھا کرتے (اس عمل سے دنیوی و اخروی نفع ہوتا ہے اور پریشانی دور ہوتی ہے) احمد، ابو داؤد،

(۵۲) حضرت سعید بن حکیمؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی چیز عمدہ معلوم ہوتی تھی اور پھر اس چیز کو نظر لگ جانے کا اندیشہ فرماتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے
 اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِ وَلَا تَضُرَّهُ، (ابن اسنی)

(۵۳) امام مجاہدؒ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی عورت کو اپنے نکاح کا پیغام دیتے اور وہ پیغام منظور نہ ہوتا تو دوبارہ اس کا ذکر نہیں فرماتے (یعنی اصرار

سہ آپ کی اپنی نظر مبارک سے بے اثر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، آپ کا یہ عمل امت کی تعلیم کیلئے تھا تاکہ امت کے لوگ ایسا ہی پڑھا کریں۔

اور خواہش نہ کرتے، اگر پیغام منظور ہو جاتا تو نکاح کر لیتے ورنہ خاموش ہو جاتے اور نہ کسی پر دباؤ ڈالتے) آپ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اس نے انکار کر دیا پھر بعد میں خود اسی عورت نے آپ سے نکاح کرنا چاہا آپ نے فرمایا ہم نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا ہے اب ہم کو حاجت نہ رہی۔

(طبقات ابن سعد)

۵۴) سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ازواج سے ملاقات کرتے تو بہت خوش دلی اور خاطر داری سے پیش آتے۔

(ابن سعد، ابن عساکر)

۵۵) حبیب بن صالحؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو جو تاہن کر جاتے اور سر کو ڈھانک لیا کرتے (یعنی ٹوپی پہن لیتے)

(طبقات ابن سعد)

۵۶) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو اس سے فرماتے:

لَا بَأْسَ طُهُورًا لِنَشَأِ اللَّهِ تَعَالَى

(بخاری)

(کچھ اندیشہ نہیں انشاء اللہ گناہوں کا کفارہ ہوگا)

۵۷) حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تو پہلے اپنے لئے دعا کرتے (پھر اوروں کیلئے دعا فرماتے تھے)

(طبرانی)

۵۸) حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوف (یا اندیشہ) پیش آتا تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

(نسائی)

اللَّهُ اللَّهُ رَبِّي لَا شَرِيكَ لَهُ،

۵۹) حضرت سہیلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات یا کسی کام سے راضی ہوتے تھے تو سکوت (خاموشی) اختیار فرماتے۔ (ابن منذر)

(مطلب یہ کہ کسی بات پر آپ کی خاموشی بھی رضامندی کی علامت تھی)

۶۰) سیدہ ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ازواج مطہرات میں جب کسی بیوی کی آنکھ دکھتی (یعنی آنکھ میں تکلیف ہو جاتی) تو آپ آرام ہونے تک ان سے ہمبستری چھوڑ دیتے تھے

(تا کہ مریض کو کامل آرام ملے) ابو نعیم

۶۱) ابن مبارکؓ اور ابن سعدؓ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازے میں شریک ہوتے تو آپ پر خاموشی سی طاری رہا کرتی تھی اور آپ دل

دل میں موت کے بارے میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

(ابن المبارکؓ ابن سعد)

(جنازہ عبرت کا مقام ہے اس کو دیکھ کر اپنی موت کو یاد کرنا چاہیے اور اس تنہائی و بے کسی کا خیال کرنا چاہیے جو موت کے بعد پیش آنے والی ہے۔

ع یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے۔

۶۲) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیا کرتے اور آواز کو پست فرما لیتے تھے۔

(حاکم، ابوداؤد، ترمذی)

۶۳) سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نیک کام شروع فرماتے تو اس کو ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ (مسلم، ابوداؤد)

(یعنی اچھا کام چھوڑنے کے قابل نہیں ہوتا)

۶۴) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آجاتا اگر آپ کھڑے ہوتے تو بیٹھ جاتے اور اگر آپ بیٹھتے تو لیٹ جاتے۔ ابن ابی النضر

(حالت کا بدل دینا غصہ کم کرنے کا علاج ہے اس طرح غصہ ختم ہو جاتا ہے)
 (۶۵) حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر کچھ دیہ کھڑ جاتے اور آپ کے ہمراہ صحابہ بھی کھڑے رہتے، آپ فرمایا کرتے اپنے مردہ بھائی کے لئے مغفرت طلب کرو اور اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو اس لئے کہ اس وقت اس سے سوال کیا جاتا ہے۔

(ابوداؤد)

(یعنی دفن کے بعد منکر نکیر کے سوال کرنے کا وقت ہوا کرتا ہے ایسے وقت میت کے ثابت قدم یعنی صحیح جواب دینے کی دعا کرنی چاہیے تاکہ مردے کو پریشانی نہ ہو۔)
 (۶۶) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کرتے پہننے تو دائیں طرف سے شروع فرماتے تھے (یعنی اول داہنا ہاتھ اس میں داخل فرماتے)

(ترمذی)

(۶۷) حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب آپ کے صحابہ میں سے کوئی صحابی آپ سے ملاقات کرتا اور وہ کھڑ جاتا تو آپ بھی کھڑ جاتے اور جب تک وہ شخص چلا نہ جاتا آپ برابر کھڑے رہا کرتے اسی طرح جب آپ کے صحابہ میں سے کوئی آپ سے ملاقات کرتا اور آپ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا تو آپ اس کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیتے اور اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں سے نہ نکالتے تھے جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دیتا، اور عبد اللہ بن المبارکؓ کی روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ اپنا چہرہ اقدس اس کے سامنے سے نہ پھیرتے تھے جب تک کہ وہ خود اپنا چہرہ آپ کے سامنے سے نہ پھیر لیتا تھا، اور جب آپ کسی صحابی سے ملاقات فرماتے اور وہ صحابی آپ کے کان کے قریب ہونا چاہتا (سرگوشی کے لئے) تو آپ اس کے قریب اپنا کان کر دیتے اور اپنے کان کو نہ ہٹاتے جب تک کہ وہ شخص

فارغ ہو کر خود نہ ہٹتا۔ (ابن سعد)

(۶۸) حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے اصحاب میں جو کوئی آپ سے ملتا تو آپ اس سے مصافحہ فرماتے اور اس کے لئے دعا کرتے۔ (نسائی)

(۶۹) حضرت جناب بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صحابہ سے ملتے تو مصافحہ نہیں کرتے یہاں تک کہ سلام کر لیتے (یعنی پہلے سلام کرتے پھر مصافحہ فرماتے) (طبرانی)

(۷۰) ابن السنی نے ایک انصاری کی باندی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو پکارنا چاہتے اور اس وقت آپ کو اس کا نام یاد نہ آتا تو یا ابن عبد اللہ کہہ کر آواز دیتے (یعنی اے بندہ خدا)

(۷۱) حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے پھرتے تھے تو ادھر ادھر دیکھا نہیں کرتے تھے (یعنی جس سمت جانا ہوتا تھا اسی طرف رخ مبارک ہوا کرتا) حاکم

(۷۲) ابوداؤد نے بعض آل ام سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا کفن جیسا ہوا کرتا تھا (یعنی جیسے میت کو کفن دیا جاتا ہے اس قسم کا ہوا کرتا تھا نہ قیمتی اور نہ پُر تکلف) اور آپ کی مسجد آپ کے سر پہنے تھی (یعنی جب سوتے تھے تو آپ کا سر مبارک مسجد کی جانب ہوا کرتا تھا)

(کذا فی العزیزی)

(۷۳) سیدہ حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ کا بچھونا ٹاٹ کا تھا۔ (ترمذی)
 (دونوں حدیثوں کا ایک ہی مفہوم ہے کہ آپ کا بستر مبارک سیدھا سادہ تھا، نہ نرم و گداز نہ نقش و نگار والا)

(۷۴) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ

ٹخنوں سے اوپر ہوا کرتا تھا (یعنی نصف پنڈلیوں تک جیسا کہ دوسری روایت میں تصریح آئی ہے۔ (کذا فی العزیزی بغیر ذکر سندہ)

اور آپ کے کرتے کی آستین انگلیوں کے برابر ہوتی تھی، اور دوسری روایت جسکو ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے آستین کی لمبائی ہاتھوں کے گٹوں تک دراز تھی۔

(الغرض دونوں طرح کی آستین پہننا ثابت ہے) حاکم

(۷۵) سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرمایا کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھیک چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری تھی۔

(اصم، ترمذی، ابن ماجہ)

(۷۶) حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معمولی قسم کے چھوہارے (کھجور) بھی اس قدر میسر نہ تھے جس سے آپ شکم سیری فرمائیں حالانکہ روئے زمین کے خزان آپ کے پیروں تلے تھے مگر زہد اختیار فرمایا تھا اور لذات دنیا کو حقیرانہ اور بے قیمت سمجھ کر آپ نے فقر کی حالت اختیار کر لی تھی، اور جو آمدنی ہوتی تھی اسکو ضرور تمندوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ (طبرانی)

(۷۷) حضرت انسؓ فرمایا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے کل آئندہ کے واسطے کچھ جمع نہیں رکھتے تھے۔ (ترمذی)

(یوم جدید رزق جدید کا معاملہ تھا)

(۷۸) حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے ہیں کہ جب آپ چلا کرتے تو لوگوں کو آپ کے آگے سے نہ ہٹایا جاتا تھا اور نہ مارا جاتا تھا (جیسا کہ مشکبر بادشاہوں اور امیروں کیلئے راستہ خالی کرنے کے لئے عام لوگوں کو ہٹایا جاتا اور جھڑکا جاتا ہے تاکہ مابعد دولت کی راہ میں آڑے نہ آئیں) طبرانی

(۷۹) سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرمایا کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن سے

کم تین قرآن شریف ختم نہیں فرماتے تھے۔ (ابن سعد)

(۸۰) محمد بن الحنفیہؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ کی عادت شریفیہ تھی کہ کسی کام کے کرنے کو جو شریعت میں جائز ہوتا منع نہیں فرماتے تھے اور جب آپ کسی کا سوال پورا کرنے کا ارادہ فرماتے تو ہاں فرمایا کرتے تھے اور جب پورا کرنے کا ارادہ نہ ہوتا تو خاموش رہتے تھے (یہی حالت آپ کے انکار کرنے کی سمجھی جاتی تھی۔ اپنی زبان مبارک سے انکار نہیں فرماتے)۔ (ابن سعد)

(شماں عزیزی شرح جامع صغیر ماخوذ از کتاب بہشتی زیور حشمہ)

(۸۱) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو اپنی انگوٹھی نکال کر داخل ہوتے۔

(شماں ترمذی)

چونکہ انگوٹھی پر اللہ و رسول کا اسم مبارک لکھا ہوا تھا اسلئے بیت الخلاء میں ایسی چیزوں کو نہ لے جانا چاہیے، یہی حکم آیات قرآنی کا بھی ہے کہ ایسا تعویذ بھی بیت الخلاء میں لے جانا مکروہ ہے جس میں متبرک نام اور آیات قرآنی و حدیث کے الفاظ ہوں)

(۸۲) حضرت کعب بن مالکؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول کرنے کے بعد اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹ لیا کرتے تھے۔

(شماں ترمذی)

(۸۳) حضرت ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بہر حال میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھایا کرتا۔

(شماں ترمذی)

(۸۴) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے فراغت کے بعد باہر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا

اور وضو کا پانی لانے کیلئے پوچھا گیا، آپ نے فرمایا مجھ کو وضو کرنے کا حکم اسی وقت ہے جب میں نماز کا ارادہ کروں (استنجا سے فارغ ہونے کے بعد یا کھانا تناول کرنے سے پہلے وضو کرنا سنت نہیں ہے۔)

(شامل ترمذی)

⑧۵ حضرت حسن بن علیؑ اپنے ماموں (سیدہ فاطمہؑ کے ماموں) ہند بن ابی ہالہؑ سے (جو وصاف رسول) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و اخلاق کثرت سے بیان کرنے والے کے نام سے مشہور ہیں) عرض کیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت بیان کیجئے؟

انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کے غم میں اکثر مشغول رہا کرتے تھے ہر وقت غور و فکر سوار رہا کرتی تھی، کسی وقت آپ کو بے فکری اور راحت و چین نہیں ہوتی تھی، اکثر اوقات خاموش رہا کرتے تھے بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے، آپ کی پوری گفتگو شروع سے آخر تک صاف صاف واضح ہوا کرتی، پر معنی الفاظ ہوا کرتے آپ سخت مزاج نہ تھے کسی کی تذلیل نہیں فرماتے، اللہ کی نعمت خواہ کتنی ہی کھوڑی ہو اس کو بہت بڑی نعمت سمجھتے تھے، دنیاوی امور کی وجہ سے آپ کو کبھی غصہ نہ آتا تھا، البتہ کسی دینی اور حق بات میں کوئی شخص تجاوز کرتا تو اس وقت آپ کو غصہ آتا پھر کوئی بھی شخص اس غصہ کی تاب نہ لاسکتا تھا اور کوئی اس کو روک بھی نہ سکتا تھا یہاں تک آپ اس کا انتقام نہ لے لیں، اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے اور نہ اس کا انتقام لیتے، جب کسی سے ناراض ہوتے تو اپنا چہرہ مبارک پھیر لیتے تھے اور جب خاموش ہوتے تو جیسا و شرم کی وجہ سے آنکھیں بند کر لیتے، آپ کی ہنسی تبسم ہوا کرتی اس وقت دندان مبارک موتوں کی طرح چمک دار ظاہر ہوتے۔

(شامل ترمذی)

⑧۶ حضرت عبداللہ بن حارثؑ فرمایا کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا (یعنی فکر و غم کرنے والوں میں اس قدر تبسم کرنے والا اور کوئی نہ تھا)

(شامل ترمذی)

⑧۷ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہم سے مزاج بھی فرمائیے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

ہاں ہاں مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا۔

(شامل ترمذی)

۱۰ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؐ سے سواری کا جانور طلب کیا آپ نے ارشاد فرمایا ضرور ہم تم کو اونٹنی کا ایک بچہ دیں گے اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اونٹنی کا بچہ لیکر کیا کروں؟ اچھکو تو سواری کے لئے اونٹ چاہیے، آپ نے ارشاد فرمایا ہر اونٹ کسی نہ کسی اونٹنی کا بچہ ہوا کرتا ہے۔

یہی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ در بہات کے رہنے والے ایک شخص جن کا نام زاہر بن حرام تھا جب وہ مدینہ طیبہ آتے تو در بہات کی سبزی و ترکاری وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضرور لے آتے تھے اور ان کی واپسی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہری سامان خورد و نوش ان کو عطا فرماتے تھے، آپ کو ان سے محبت تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزاجاً انھیں فرمایا کرتے زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کے شہر ہیں۔

حضرت زاہر کی شکل و صورت معمولی قسم کی تھی، ایک مرتبہ یہ بازار میں کھڑے اپنا سامان فروخت کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک تشریف لائے اور پیچھے سے ان کو اس طرح دبوچ لیا کہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے انھوں نے بلند آواز سے کہنا شروع کیا ارے کون

﴿۸۸﴾ حضرت برابر بن عازبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کیلئے بستر مبارک پر لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے۔
رَبِّ قَبْرِيْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ
ترجمہ: اے اللہ مجھے قیامت کے دن عذاب سے بچائیے۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ)

اے کون ہے مجھے چھوڑ دے۔

پھر جب انھوں نے آپ کو کن آنکھوں سے دیکھ لیا تو خود اور زیادہ چمٹ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کوئی ہے جو اس غلام کو خرید لے؟
حضرت زاہر نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مجھے فروخت کر دیں تو مجھ کو کھوٹا دم قیمت پائیں گے، اپنے ارشاد فرمایا نہیں نہیں اللہ کے نزدیک تم کھوٹے نہیں ہو بلکہ بیش قیمت ہو۔
(شامل ترمذی)

حضرت حسن بھریؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بوڑھی عورت آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت میں داخل فرمادے، آپ نے ارشاد فرمایا جنت میں بوڑھی عورت داخل نہ ہوگی۔
یہ سن کر وہ بوڑھی عورت روتی ہوئی واپس ہونے لگی، آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اسکو کہہ دو کہ کوئی بھی جنت میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ ساری جنتی عورتوں کو نو عمر کنواری لڑکیاں بنا دیں گے پھر ان کا داخلہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنِشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرْبًا لِّلرَّيَّةِ

الواقعة آیت ۲۵

﴿۸۹﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اتنی لمبی نفل نمازیں پڑھا کرتے تھے کہ پیغمبر مبارک پر ورم آجاتا۔
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس قدر مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پوری پوری مغفرت فرمادی ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

اجب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنا بڑا انعام واکرام فرمایا ہے، تو کیا میں اس کا شکریہ

ادا نہ کروں؟

(شامل ترمذی)

ترجمہ: ہم نے ان جنتی عورتوں کو خاص طور پر نیا پیدا کیا یعنی انہیں دائمی کنواری عورت بنا لیا ہے من پسند اور ہم عمر والیاں،
حکیم الامتؒ لکھتے ہیں کہ اہل جنت مردوں کی ملاقات کے بعد بھی وہ دوبارہ کنواری حالت پر ہو جائیں گی (یعنی دائمی کنواری حالت پر رہیں گی) اللہم ارزقناہا اللہم ارزقناہا
۱۷ حاشیہ صفحہ گذشتہ
ایک روایت میں ہے کہ یہ دعائیں مرتبہ پڑھا کرتے تھے (حصن حصین)

۱۷ حاشیہ صفحہ ۱۷۱ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عبادت کبھی جنت کے حور و قصور کے شوق میں کیجاتی ہے کہ یہاں قیمت ادا کر دی وہاں مال مل جائے گا یہ تاجروں کی عبادت ہے۔ اور کبھی عبادت خوف از لہیثہ کے تحت کیجاتی ہے (کہ کہیں وہاں پکڑے نہ جائیں) یہ غلاموں کی عبادت ہے کہ ڈنڈے کے خوف سے کام کرتے ہیں۔ اور ایک عبادت وہ ہے جو بلا شوق و خوف صرف اللہ کے انعامات کے شکر میں کیجاتی ہو، یہ احرار (مردان حق) کی عبادت ہے۔

(مخصائل نبوی ترجمہ شامل ترمذی)

⑨ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات تہجد میں صرف ایک آیت کو بار بار پڑھتے رہے۔
(شامل ترمذی)

(وہ آیت سورۃ المائدہ کے آخری رکوع کی آیت مصلحتی)

⑩ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ میں ایک بڑے دوسو سو میں پڑ گیا، کسی نے پوچھا کہ وہ برا دوسو کیا تھا؟ فرمایا کہ میں بیٹھ جاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے چھوڑ دوں۔
(شامل ترمذی)

⑪ حضرت عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں:

کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نفل روزوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا معمول تھا؟
سیدہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا:

آپ کسی مہینہ اتنی کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے کہ ہمارا اندازہ یہ ہوتا تھا کہ آپ روزے ترک ہی نہیں کریں گے۔

اور کسی ماہ روزے ہی نہ رکھتے تھے جس پر ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اب روزے ہی نہ رکھیں گے لیکن مدینہ طیبہ تشریف آوری کے کچھ عرصے بعد اپنے سوائے رمضان المبارک کسی ماہ پورے ماہ کے روزے نہیں رکھے۔

یہی حال آپ کی رات والی عبادت کا تھا کہ جب کبھی نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہیں تو آپ نماز پڑھتے نظر آتے تھے اور اگر سوتا دیکھنا چاہیں تو سوتا ہوا بھی دیکھا جاسکتا تھا۔

(مطلب یہ کہ رات کا کوئی نہ کوئی حصہ آپ نمازوں میں گزارتے تھے)
(شامل ترمذی)

⑫ سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔
(شامل ترمذی)

⑬ حضرت ابوصالح کہتے ہیں کہ:

میں نے سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کونسا عمل زیادہ پسندیدہ تھا؟
دونوں نے جواب دیا کہ:

جس عمل پر مداومت (پابندی) ہو خواہ وہ عمل چھوٹا کیوں نہ ہو۔
(شامل ترمذی)

۱۴ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

پیر و جمعرات کے دن بندوں کے اعمال حضور رب العزت میں پیش ہوتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں پیش ہوں۔

ایک اور حدیث میں یہ بھی تصریح ہے کہ پیر و جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت کر دیا کرتے ہیں مگر جن دو مسلمانوں میں قطع تعلق ہے ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ انہیں ایسے ہی رہنے دو جب تک کہ یہ آپس میں صلح صفائی نہ کر لیں۔

(خصائل نبوی شرح شامل ترمذی)

⑨۵) عبد اللہ بن ابی قیسؓ کہتے ہیں کہ

میں نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے بارے میں دریافت کیا کہ آپ نماز تہجد میں قرأت قرآن آواز (جہر) سے پڑھا کرتے تھے یا آہستہ؟

انہوں نے فرمایا کہ دونوں طرح کا معمول تھا۔

میں نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہر طرح کی سہولت رکھی۔

(شمائل ترمذی)

⑨۶) حضرت محمد باقرؓ کہتے ہیں کہ

کسی نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ آپ کے حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا؟
(یعنی کس قسم کا تھا)

انہوں نے فرمایا

آپ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔

اسی طرح سیدہ حفصہؓ سے کسی نے یہی سوال کیا تھا تو انہوں نے فرمایا

ایک ٹاٹ تھا جسکو دھیرا کر کے ہم بچھا دیا کرتے تھے ایک دن مجھے خیال آیا کہ

اگر اس بستر کو چھو دھیرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ آرام دہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے

ایسے ہی کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو دریافت فرمایا

میرے نیچے رات کیا چیز بچھائی گئی تھی؟

میں نے تفصیل بیان کر دی۔

آپ نے فرمایا

اس بستر کو اپنے سابقہ حال پر ہی رہنے دو اس کی نرمی نے تہجد کی نماز سے

غافل کر دیا۔

(شمائل ترمذی)

⑨۷) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ

ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

مجھے آپ سے تنہائی میں کچھ ضروری بات کرنی ہے

آپ نے ارشاد فرمایا

کسی عام راستہ پر بیٹھ جاؤ میں وہیں آکر بات سن لوں گا۔

(شمائل ترمذی)

⑨۸) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ

صحابہ کرام کے قلوب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باعزت اور

محبوب اور کوئی شخصیت نہ تھی، اس کے باوجود وہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو تشریف لاتا دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے۔ یہ اس لئے کہ آپ کو اپنے لئے اس طرح

کھڑا ہونا پسند نہ تھا۔

(صحابہ کرام آپ کی مرضی کو پورا کرنا چاہتے تھے اور اپنے تقاضے اور جذبات

دبا لیا کرتے تھے)

(شمائل ترمذی)

⑨۹) حضرت حسینؓ نے اپنے والد سیدنا علیؓ سے دریافت کیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ہم نشینوں کے ساتھ کیا معاملہ تھا؟

سیدنا علیؓ نے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ تین باتوں میں اپنے آپ کو بالکل علیحدہ کر رکھا تھا۔

جھگڑے سے، تکبر سے، بیکار باتوں سے، اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا نہ کسی کی مذمت یا برائی فرماتے تھے، نہ کسی کو عیب لگاتے تھے، نہ کسی کے عیب تلاش کرتے تھے۔

آپ صرف وہی کلام فرماتے تھے جو اجر و ثواب کا باعث ہو۔
اشناہ گفت گو کسی کی بات کو قطع نہ فرماتے کہ دوسرے کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع کریں

بلکہ بات کرنے والے کی بات مکمل ہونے کے بعد اپنی بات فرماتے (شمائل ترمذی)

سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آپ ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے اور اس پر بدلہ بھی دیا کرتے تھے ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ یہ سے زیادہ بہتر بدلہ عنایت فرمایا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

① امام ترمذی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ

ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں نوے ہزار درہم ہدیہ آئے آپ نے ایک چٹائی پر ڈلواد پیئے اور وہیں پر سارے درہم تقسیم فرمادئے، ختم ہونے کے بعد ایک ضرورت مند آیا اور درہم طلب کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا

میرے پاس تو اب کچھ بھی نہ رہا البتہ تم میرے نام سے قرض لے لو جب میرے پاس گنجائش ہوگی میں ادا کر دوں گا۔

سیدنا عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کے پاس جو کچھ بھی تھا آپ نے دے دیا ہے اور جو چیز آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا پابند نہیں کیا ہے، آپ ایسی زحمت کیوں اختیار فرماتے ہیں؟

حضرت عمرؓ کا یہ مشورہ آپ کو ناگوار گذرا ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ!

آپ کا جس قدر جی چاہے خرچ کیجئے اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصاری کی یہ بات بہت پسند آئی آپ نے تبسم فرمایا جس کا اثر چہرہ اقدس پر ظاہر ہوا، پھر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی بات کا حکم دیا ہے۔

(شمائل ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلالؓ سے فرمایا تھا اَنْفِقْ يَا بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ اِقْلًا، لے بلال خرچ کیا کر اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کر، (ضمائل بنوی)

سیدنا بلالؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو اخراجات کے منتظم تھے۔

①۱۱ زید بن سعنے جو بہت بڑے یہودی عالم و فاضل تھے اسلام لانے کے بعد اپنا قصہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

نبوت کی علامتوں میں جو پہلی آسمانی کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں، کوئی بھی ایسی علامت باقی نہیں رہی جس کو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں دیکھا نہ ہو۔

البتہ دو علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کے تجربہ کی نوبت ابھی تک پیش نہ آئی تھی۔

ایک تو یہ علامت کہ آپ کا صبر و ضبط آپ کے غصہ پر غالب ہوگا۔ دوسری علامت یہ کہ آپ کے ساتھ جو کوئی بھی جہالت کا برتاؤ کریگا اسقدر آپ کا ضبط و تحمل اور زیادہ ہوتا جائے گا۔

میں ان دونوں علامتوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا اور آپ کی خدمت میں اپنی آمد و رفت بڑھاتا رہا،

ایک دن آپ اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے، حضرت علیؓ آپ کے ساتھ تھے ایک دیہاتی شخص آیا اور عرض کیا

یا رسول اللہ!

میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے قوم سے کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ تو بھر پور رزق تم کو ملے گا،

اور اب یہ حالت ہے کہ گاؤں میں قحط پڑ گیا، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ قوم اسلام سے نکل نہ جائے۔

اگر آپ قوم کی اعانت و مدد فرمادیں تو اندیشہ دور ہو سکتا ہے

زید بن سعنے کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت علیؓ کی جانب نظر کی تو حضرت علیؓ نے

عرض کیا،

یا رسول اللہ! اس وقت تو ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

اس پر میں (زید بن سعنے) نے کہا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اگر آپ فلاں شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں مقررہ وقت پر مجھے دیدیں تو میں اس کی پیشگی قیمت اکبھی دیتا ہوں، اس سے آپ اس دیہاتی مسلمان کی مدد فرمادیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا

یہ تو نہیں ہو سکتا البتہ باغ کی تعیین کرو تو میں تم سے معاملہ کر سکتا ہوں

زید کہتے ہیں

میں نے اس شرط کو قبول کر لیا اور کھجوروں کی قیمت اتنی مثقال سونا ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اس طرح اکیس تولہ سونا، آپ کو دے دیا آپ نے وہ سونا اس دیہاتی مسلمان کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ

انصاف کے ساتھ اس کی تقسیم کر دو تاکہ قوم کی ضرورت پوری ہو جائے

اس کے بعد زید بن سعنے کہتے ہیں کہ

جب کھجوروں کی ادائیگی کے وقت میں دو تین یوم باقی تھے میں آپ کے پاس آیا اس وقت حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ آپ کے پاس تھے میں آتے ہی آپ کے کرتے اور چادر کو پکڑ کر نہایت ترش روی سے کہا

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

تم میرا قرض ادا نہیں کرتے خدا کی قسم! میں تم سب اولاد عبدالمطلب کو خوب جانتا ہوں سب کے سب بڑے نادبندہ قسم کے لوگ ہو، تم سے کیا توقع کی جا سکتی ہے؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے
پھر میں نے کہا

اے عمرؓ!

تم مجھے جانتے ہو میں کون ہوں؟

انہوں نے فرمایا

نہیں!

میں نے کہا

میں زید بن سعہ ہوں

حضرت عمرؓ نے پوچھا

وہی جو یہودیوں کا بڑا عالم ہے؟

میں نے کہا

ہاں! وہی ہوں

پھر حضرت عمرؓ نے کہا

اے زید!

تم اتنے بڑے عالم ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہو،

میں نے کہا

اے عمرؓ!

علامات نبوت میں سے دو علامتیں ایسی رہ گئیں تھیں جن کا اب تک مجھے تجربہ

کرنے کا موقعہ نہ ملا تھا

ایک یہ کہ آپ کا ضبط و تحمل آپ کے غصہ پر غالب ہوگا

حضرت عمرؓ نے اس وقت مجھ کو تیز لگا ہوں سے دیکھا اور کہا
او خدا کے دشمن! یہ بگو اس کیا ہے؟

اللہ کی قسم!

اگر مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا اندیشہ نہ ہوتا تو اس وقت

تیری گردن اڑا دیتا

زید بن سعہ کہتے ہیں کہ

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سکون سے مجھ کو دیکھ رہے تھے

اور تبسم فرما رہے تھے

پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا

اے عمرؓ!

تم دھمکی دینے کے بجائے اس کو خوش اخلاقی برتنے کی ہدایت کرتے اور مجھ کو

اس کا حق ادا کرنے کی تلقین کرتے

تمہاری اس تقسیم کے ہم دونوں زیادہ محتاج تھے۔

بہر حال زید کو اپنے ساتھ لے جاؤ

اور اس کا حق ادا کر دو

اور تم نے جو اس کو ڈانٹا و دھمکایا ہے اس کے بدلہ میں بیس صاع (تقریباً

دو من کھجوریں) مزید اضافہ کر کے دو

زید بن سعہ کہتے ہیں کہ

حضرت عمرؓ مجھے لے گئے اور میرا قرضہ اور بیس صاع کھجوریں دیدیں

میں نے پوچھا

یہ بیس صاع زائد کس لئے دیئے جا رہے ہیں؟

نصیحت شیخ فرید الدین شکر گنجؒ

وقتِ سحر وقتِ مناجات ہے
نفسِ مبادا کہ بگنوید ترا
خیز در اں وقت کہ برکات ہے
نفسِ چہ خیزی کہ ابھی رات ہے
بادمِ خود ہمدم ہستیار باش
باتنِ تنہا چہ روی زیں زیں
پندِ شکر گنج بدل و جاں شنو
ضائع مکن عمر کہ ہیہات ہے

کتاب نقوش سلیمان ص ۴۲

علامہ سلیمان ندویؒ

دوسرے یہ کہ آپ کے ساتھ سخت جہالت کا برتاؤ آپ کے تحمل کو اور زیادہ کریگا
اب میں ان دو علامتوں کا بھی تجربہ کر لیا ہے لہذا تم کو اپنے اسلام لانے کا گواہ بنانا ہوں
اور میری کل جائیداد کا نصف حصہ امت محمدیہ کے لئے صدقہ ہے۔
پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ کے ہاتھ پر
بیعت کی۔

اسلام لانے کے بعد زید بن سہنیؓ بہت سے غزوات میں شریک ہوئے آخر کار
غزوہ تبوکؓ میں شہید بھی ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه
(ضمائل نبوی شرح شمائل ترمذی)

وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَىٰ آلِهِ
وَمَحَبِّهِ أَجْمَعِينَ

خاکپائے مصطفیٰ
خادم الکتاب السنہ
محمد عبدالرحمن
استاذ حدیث و تفسیر حال مقیم جدہ
(سعودی عرب)
فون نمبر

6896059

نقشة من ثياب النبيين

صلى الله عليه وسلم

